ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا

قادیان ضلع گورداسپور

قیمت پیشگی سالانہ چار روپے

بدر

QADIAN

اگر تو تشنہ لبی از فراق یارِ ازل | بنوش جرعۂ وصلش ز جامِ نورالدین

Reg. No. L 1138

جلد ۱۳

۱۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۱ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء و ۱۵ چیت سمت ۶۹

نمبر ۴

ضعیف و مردہ دلی گر تقادیان در آ | بروز جمعرات | کہ ہست محیِ موتیٰ کلامِ نورالدین

درس ہال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم + نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تعاونوا علی البر والتقویٰ۔ چونکہ مسجد جامع میں ایک عالیشان کمرہ برائے درس قرآن شریف و آسایش نمازیان تجویز ہوا ہے۔ لہٰذا احباب کو مناسب ہے کہ اس ایزادیٔ مسجد کی تعمیر میں روپیہ سے امداد فرما کر ثواب حاصل کریں۔ فراہمی چندہ کا کام میر صاحب کے سپرد کیا گیا ہے ان کا ہاتھ بٹائیں خصوصاً جو کسی محکمہ کے افسر ہیں وہ خاص کر توجہ رکھیں۔ فقط ۲۳- فروری سنہ ۱۳ء

انشراح صدر سے جو ہو سکے

نورالدین

یہ عاجز چونکہ چند روز قادیان میں قیام کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور ہر ایک جگہ خود جانا مشکل ہے لہٰذا یہ تحریر شائع کی جاتی ہے۔ آپ سب صاحب جن کے پاس یہ عرض پہنچے خود جو کارگذار ہیں جیسا کہ سکرٹری وغیرہ جماعت سے چندہ وصول فرما کر قادیان بنام عاجز ارسال فرما دیں تا کہ کام شروع ہو کر انجام پذیر ہو +

ناصر نواب

پاس

بڑی خوشی سے اس خبر کو شائع کیا جاتا ہے کہ مولوی مرزا خدا بخش صاحب مصنف کتاب عسل مصفیٰ نے امتحان زبدۃ الحکماء پاس کر لیا ہے۔ مرزا صاحب فن طبابت سے مدت سے واقف ہیں۔ اور لاہور میں کچھ مدت پریکٹس بھی کرتے رہے ہیں +

ماسٹر عبدالعزیز صاحب نے بھی امتحان طبیب حاذق میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے +

مخلص ہیں

کسی تحریک پر حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا "مولوی فضل دین صاحب مختار گوجرانوالہ اب تک مخلص آدمی ہیں انکی نسبت ہمارے دوست کوئی بدظنی نہ پھیلائیں" اُمید ہے کہ یہ تحریر کسی کے واسطے مفید ہو +

ایسوں کو عیسےٰ نہ ملے گا

ایک شخص کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا جس میں لکھا ہے کہ میں نے حضرت عیسےٰ کو خواب میں دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اترونگا فرمایا۔ اس کو لکھدو۔ کہ یہ ہماری بات یاد رکھو کہ تم اور تمہارے تمام ہم خیال حضرت عیسےٰ کی ملاقات کے خواہش مند مر جائیں گے اور مرتے رہیں گے اور وہ کبھی حضرت عیسےٰ کو نہ ملیں گے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام یقیناً فوت ہو چکے ہیں +

اعلان

سالانہ جلسہ قادیان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد پہلا جلسہ تھا اسکی رپورٹ سالانہ دفتر سکرٹری سے ٹکٹ ڈاک بھیجنے سے مفت ملسکتی ہے تقریباً ۱۳۰ صفحہ کی کتاب ہے +

بدر پریس قادیان میں بہا[illegible] حکم سے چھپ کر شائع ہوا

اخبار قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیریت ہیں اور اہل بیت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں بہمہ وجوہ خیریت ہے ٭

شیخ غلام احمد صاحب وعظ کرتے ہوئے کھنہ ضلع لدھیانہ پہنچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا ناصر ہو۔ اور ان کے وعظ میں نیک اثر دے۔ برادرم بابو اختر علی صاحب سہسرام سے اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب کے رسالہ کے واسطے مبلغ لغہ٩ چندہ کرکے ولایت روانہ کردیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے ٭

قاضی حبیب اللہ صاحب صوفی احمد دین اور ملک مبارک علی صاحب نے ایک اشتہار چھپوایا ہے جسکا مضمون ملخص از کتاب اربعین مصنفہ حضرت مسیح موعود ہے۔ ٹریکٹوں میں اپنے مضامین بھی حسب ضرورت لکھنے چاہئیں۔ مگر جو طریقہ قاضی صاحب اور ان کے احباب نے اختیار کیا ہے زیادہ موثر اور طریق ادب کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ دو پیسہ کے ٹکٹ بھیجکر احباب قاضی صاحب سے منگوالیں اور مفت تقسیم کریں۔ ملنے کا پتہ " قاضی حبیب اللہ سوداگر چوب و کوئلہ۔ بیڈن روڈ لاہور

برہمن بڑیہ علاقہ بنگال میں جہاں حال میں دو سو سے زائد احمدی ہوئے ہیں بہت سے مخالف مولوی مباحثہ کے واسطے چیلنج دیتے ہوئے جمع ہوئے ہیں۔ اس طرف مولوی سید سرور شاہ صاحب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی اور میر قاسم علی صاحب دہلوی تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ حضرۃ خلیفۃ المسیح کی بڑی تاکید اپنے آدمیوں کو یہ ہے کہ دعا اور زور رکھیں

شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور وعظ کے واسطے بھرتپور جاتے ہیں۔ وہاں کی انجمن اسلامیہ نے بلایا۔ کلاس والہ ضلع سیالکوٹ میں ایڈیٹر صاحب نور اور ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں کامیابی کے ساتھ تقریریں کیں لکھنؤ سے خبر آئی ہے کہ خواجہ صاحب کے ایجنٹ چندہ کرتے ہوئے وہانتک پہنچگئے ہیں ٭ صاحب کشتہ ستارہ ہند

ایک عیسائی صاحب ہر بھگوانداس نام جو سہارنپور کے ڈیوئنی مشن اسکول میں مدرس تھے حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ نام عبداللہ رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے ٭

نئی جلد

جب سے اخبار کی نئی تقطیع چھوٹی کی گئی ہے۔ تب سے اخبار کا جلد بھی نیا شروع کیا گیا ہے یہ اسواسطے ہے کہ یہ اوراق پہلے سائز کے اخبار کے ساتھ اکٹھے جلد نہو سکینگے۔ ان کی جلد بندی الگ ہو سکیگی اس نئی جلد کے شروع سے خریداروں کی قیمت کے حساب میں کوئی فرق نہ آئیگا۔ بلکہ ہر ایک خریدار کا حساب بدستور سابق رہیگا۔ جو اصحاب جولائی میں قیمت دیا کرتے ہیں ان سے نومبر میں بدستور وصول ہوگی ٭

حضرت خواجہ صاحب

اپنے تازہ خط میں جو حضرت خلیفۃ المسیح کے نام آیا ہے فرماتے ہیں: " اللہ تعالیٰ کے ہی اختیار ہے کہ کوئی چیز کسی کے لئے کسطرح کشش کا باعث ہو سکتی ہے۔ یہاں کے اہل الرائے احباب کے مشورہ سے رسالہ میں اور امور بھی داخل کئے ہیں لیکن جو امور میں نے داخل کئے ہیں اور جو آئندہ لکھونگا وہ بھی اس غرض سے کہ اشاعت اسلام کی راہ سے روکیں دور ہوں۔ نہ معلوم مسلمانوں نے کہانتک خدا کی جناب میں نارضامندی کے سامان مہیا کرلئے ہیں کہ زمان و مکان اُن پر تنگ ہو رہا ہے ٭

خاص خبر یہ ہے کہ امریکہ میں قانون بننے والا ہے کہ کوئی مسلم وہاں قدم نہ دھرے۔ دوسرا قانون افریقی علاقہ جات میں ہے وہاں اسلام پھیل رہا ہے وہاں سے روکنے کے لئے خاص قوانین زیر غور ہیں ٭ ان کا تدارک از بس ہے کرنیوالا تو خدا ہی ہے۔ لیکن جب زمانہ ہمپر دروازہ بند کرنے لگا ہے تو ہم کیوں نہ کوشش کریں ہم کہاں مبلغ بھیجیں جب دروازے ہمپر بند ہونے لگے ہیں یہ گھبراہٹ اور بےچینی ہے ٭

لنڈن سے بہتر اس وقت کوئی مرکز اشاعت بذریعہ قلم کل دنیا کے لئے نہیں۔ یہاں اس وقت مصری ترکی ایرانی۔ افریقی۔ مسلمان۔ نوجوان میرے حلقہ اثر میں ہیں اور اُن کے ذریعہ یہ رسالہ اُن ممالک میں شائع ہوگا حضرت اقدس والی پیشگوئی اُن احباب کے ذریعہ پھیلائی ہے۔ ان سب کی نگاہ فہم من بعد غلبھم سیغلبون پر ہے۔ سامان بھی بن رہے ہیں۔ کیا عمدہ موقعہ احمدیت کی تبلیغ کا کل دنیا میں نزدیک آنے والا ہے۔ خدا ایسا کرے ٭

کمال الدین وکیل

ایڈیٹر۔ خواجہ صاحب کی چٹھی میں اہل اسلام کی موجودہ مصائب پر جو الفاظ ہیں وہ بہت ہی دردناک ہیں۔ ہر طرف سے اسلام کو مٹانے کی فکر ہو رہی ہے مگر یاد رہے اسلام مٹنے والی شے نہیں اسکا نام سلامتی سے نکلا ہے ہاں اس میں جو عنصر یہودیت کا مطابق پیشگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہو گیا ہے وہ مٹے گا اور ذلیل ہوگا ٭

روشن کیا خدا نے خود اسلام کا چراغ
جھونکے ہوائے تند کے کیونکر بجھا ئینگے
یہ نقش وہ نہیں جو مٹانے سے مٹ سکے
مٹجا ئینگے خود آپ جو اس کو مٹا ئینگے۔

(عزیز)

مجھے پہلے کی نسبت سردرد کم ہے۔ مگر ہنوز پورا آرام نہیں ہوا۔ احباب کے خطوط بیمار پرسی کا شکریہ ہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ ایڈیٹر ٭

دعا مدد

مولوی عبدالرحیم صاحب کشگی بیمار ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ جلد شفا دیدے ٭

لباس

انسان اور دوسرے حیوانوں میں تمیز

منطقی لوگ انسان کو بھی دوسرے حیوانوں کی طرح ایک حیوان سمجھتے ہیں - فرق صرف اتنا کرتے ہیں کہ انہیں حیوان مطلق اور ان کو حیوان ناطق کہتے ہیں - جس سے ان کا یہی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک انسان کو دوسرے حیوانوں پر صرف نطق کی خصوصیت کا امتیاز حاصل ہے اور اس کے سوا دوسری تمام حالتوں میں وہ دونوں باہم مساوی اور مشترک ہیں - ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ امتیاز بھی انسان کو دوسرے حیوانوں پر حاصل ہے - لیکن اسی حد تک انسان کو محدود سمجھ لینا اس کی اصلی حیثیت کی توہین کا موجب ہے کیونکہ اسکے وجود کی کائنات میں اس کے سوا اور بھی کئی ایسے خاصے رکھے ہوئے ہیں - جو دوسرے حیوانوں کو نصیب نہیں اور یہ تمام خصوصیات جمع ہو کر ہی اس کو دوسری مخلوقات پر شرف عطا کرتی ہیں -

یہ ظاہر ہے کہ جو دل اور دماغ انسان کو دیا گیا ہے اس میں تدبر اور تفکر اور معرفت کے خاصے ایسے رکھے گئے ہیں - جن میں کوئی دوسرا حیوان اس کا شریک نہیں ہو سکتا - ایسا ہی اس کی پیدائش میں تمدن اور خاص قسم کی معاشرۃ مفطور کی گئی ہے - جو کسی دوسرے حیوان کو نصیب نہیں اور مالکیت اور خلافت اور توارث بھی ایسے امتیازی خاصے ہیں - جن میں انسان فرد ہے -

حیوانیت کی ضروریات صرف کھانے پینے کی اشیا تک محدود ہیں - ان میں انسان دوسرے تمام حیوانوں کے ساتھ مشترک ہے لیکن انسان نے اپنی امتیازی خاصیتوں کی طاقت سے خورد و نوش کی اشیاء کو سطح حیوانی سے بلند کرنے کے لئے تکلیفات کا رنگ چڑھا کر بہت کچھ ترقی دہرلی اور فرق پیدا کر لیا - لیکن یہ متکلف ترقی منطقی مفہوم سے اس کو باہر کرنے کی مدد نہیں کر سکتی -

حیوانیت سے باہر قدم رکھتے ہی جو چیز انسانیت کے تقاضوں کے اکتفا کے لئے ضروری ہے وہ لباس ہے اور اس میدان میں اگر کوئی حامی لباس اگر یہ دعوے کر دے کہ ہمارے نقطہ خیال سے انسان کو حیوانیت سے ممتاز کرنے کا ذریعہ صرف لباس ہی ہے تو اس کی تردید نہیں کی جا سکتی - انسان اپنے ممیزات اور خواص میں جسقدر تنزل کی طرف گرا ہوا ہوتا ہے - اسی قدر خوردنیات میں عدم علم تکلفات کی وجہ سے وہ مشترک طبقہ عام حیوانات کے قریب پیوستہ ہو تک ہے - ایسا ہی مہذب اور متمدن ہونے سے پہلی حالت میں اس کے لباس کی حالت بھی اس کو اس طبقہ حیوانیت سے بہت دور جانے نہیں دیتی - پھر جوں جوں تہذیب اور تمدن کی حکومت میں آتا اور ترقی کرتا جاتا ہے اس طبقہ سے اسی قدر دور ہوتا جاتا ہے - چنانچہ تمام اقوام دنیا کی ابتدائی اور موجودہ حالتوں کی تاریخ ان کی شاہد ہے -

لباس کی ابتدائی تاریخ

لباس کے ابتدا کی ہسٹری کا سراغ چلانا بھی دلچسپ مضمون ہے - اس کی ابتدا ٹھیک اسی وقت سے ہوئی ہے - جب سے انسان میں شناخت کا مادہ نمودار ہوا - انسانی نوع کے مورث اعلے جن کا نام آدم تھا وہ اپنی محترم بیوی کے ساتھ جب تک بہشتی زندگی میں قدرت کی گود میں کھیلتے رہے اس وقت تک ان میں نہ شناخت آئی اور نہ ضرورت لباس پیدا ہوئی - لیکن جب آپ کو کھانے پینے کی ہوش آئی اور ذمہ داری کی عمر میں داخل ہوئے تو ساتھ ہی شناخت کا مادہ بھی پختہ ہو کر اپنا رنگ لے آیا اور شرمگاہوں کے چھپانے کے لئے لباس کا متقاضی ہوا - اس وقت اور تو کچھ بن نہ پڑی - درختوں کے پتے ہاتھ لگے - ان کو ہی بدن پر لپیٹ لیا اور ستروں کو چھپا لیا -

لباس میں ترقی کے مراحل

یہ درختوں کے پتوں کا لباس کچھ عرصہ تک مروج رہا - لیکن جیسے جیسے آبادی بڑھتی گئی - سوجھ اور بوجھ کا مادہ بھی ترقی کرتا گیا - پھر انسان نے ملبوسات کے لئے درختوں کے پتوں سے تجاوز کر کے اور چیزوں کی طرف رجوع کیا اور جوں جوں اس طرف توجہ بڑھتی گئی تو اور اشیاء شامل ہوتی گئیں - پہلے بعضے پیڑوں کی چھال اور پھر جانوروں کے چمڑے پتوں کا ہاتھ بٹانے لگ گئے - پھر چھالوں اور ریشوں کی تاریں نکال لئے اور ان سے کپڑا بنانے کا فن ایک مشہور نبی اللہ کی معرفت ایجاد ہو کر مروج ہوا - اگرچہ انگریزی ضرب المثل یہ کہ جب آدم دنیا میں زندہ تھا اور حوا سوت کاتا کرتی تھی - اس وقت حسب نسب اور قومیت کی شرافت و رذالت کا سوال نہ تھا" حوا کے سوت کاتنے کی روایت کو اسی زمانہ سے سوت کے وجود کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہے لیکن یہ ضرب المثل کوئی تاریخی تحقیقات کا نتیجہ نہیں اور نہ ہی یہ بات کسی مصدقہ روایت کا پایہ رکھتی ہے صرف کسی لطیفہ ساز کی تردماغی کا نتیجہ ہے اور اس لئے سوت کے وجود کا اس زمانہ سے ثبوت کا اس کے ذریعہ سے ادعا غلط ہے -

ایک جملہ معترضہ

ہمیں اس بات کے ماننے میں کوئی امر مانع نظر نہیں آتا کہ انسانی سوسائٹی کی اعلے اور اہم ضروریات کے متعلقہ فنون و صنائع کی ابتدائی تخم ریزی الہٰی الہام سے انبیاء کی معرفت ہوئی - اور پھر ان کے بعد لوگوں نے انکو بڑھا لیا - چنانچہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے - کہ دنیا میں سب سے پہلے لوہے کا کام آدم نے شروع کیا اور پھر زراعت کی ابتدا کی لوہے کے گلانے کا کام - داؤد سے لکڑی کا کام نوح سے کپڑا بننے کا کام شیث سے شروع ہوا اور پھر انسان کی کوششوں سے یہ سب کام بڑھ کر اس حالت کو پہنچ گئے - جو آج دیکھ رہے ہو -

لباس کیلئے نئی اشیاء کا علم اور روئی کی آغاز

اوپر کی بات تو بطور جملہ معترض لکھی گئی ہے مطلب ہمارا یہ ہے کہ رفتہ رفتہ زمانہ نے ترقی کر کے ایسے پودے معلوم کئے جن کے پھلوں کی تاریں بنا کر کپڑا بننے لگے اور ان کے پھلوں سے بیج جدا کرنے اور اس کو تاروں کے لئے طیار کرنے اور تاریں بنانے کے لئے ابتدائی مشینیں تجویز ہوئیں - اور ان ہی مشینوں نے ترقی پا کر سپننگ اور ویونگ ملون کے کارخانوں کی صورت اختیار کر لی - جن کے نقشے یورپ اور ایشیاء میں نظر آ رہے ہیں -

ابریشم کی آغاز

اسی دوران میں ایک زمانہ ایسا آیا کہ جس میں بعضے کیڑوں کے خولوں کی تاریں نکالکر کپڑے بنائے جانے لگے - اور آج وہی ریشم وغیرہ کے اعلے ملبوسات کا سماں دکھا رہا ہیں -

لباس پہننے کی ضرورتیں

دنیا میں سب سے پہلے لباس کی ضرورت شرمگاہوں کا ڈھانپنا قرار پائی تھی - لیکن تھوڑی ہی دیر

کے بعد جب آبادی میں ذرا ترقی ہوئی اور سرد و گرم ملکوں میں انسانی آبادی پھیلنے لگی تو اس ضرورت کے ساتھ موسموں کی سردی اور گرمی سے بدنوں کا محفوظ رکھنا شامل ہو کر ایک دوسری ضرورت بن گئی۔ گویا شرمگاہوں کا ڈھانپنا اور سردی گرمی سے بدنوں کا بچائے رکھنا دو طبعی اور فطری ضرورتیں پوشش لباس کی مسلم ہو گئیں کچھ عرصہ اسی حال میں رہنے کے بعد پھر خیالات میں تموج کی جولانی ہوئی۔ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی فیشن کو داخل کر لیا گیا اور آرایش اور زیبایش بھی ایک ضرورت سمجھ لی گئی۔

لباس کی قطع اور وضع میں اختلاف کے اسباب

لباس کی طرز و وضع اور برید و قطع نے قومیت ملک۔ آب و ہوا اور سوسائیٹی کی توجہ اپنی طرف ہمیشہ مبذول رکھی ہے اور انسانی دماغوں کو ان کے متعلق بہت کام کرنے پڑے ہیں۔ پہلے تو لباس کے لئے کپڑے کے انتخاب میں آب و ہوا اور ملکی حالات کو دخل دینا پڑا جہاں زیادہ گرم آب و ہوا ہوئی۔ وہاں باریک کپڑے چنے گئے اور جہاں معتدل ہوئی وہاں دونوں موٹے اور باریک کپڑے رکھ لئے گئے۔ اور جس جگہ سردی ہوئی۔ اس جگہ موٹے کپڑے استعمال میں لانے کے لئے تجویز کئے گئے باریک کپڑوں کی ساخت کا انحصار کپاس کے سوت و ابریشم کے کیوڑے اور سن اور بعضے اور پودوں کے ریشوں۔ الپاکے اور بعضے جانوروں کے بالوں پر ہوا اور گرم کپڑوں کے لئے روئی اور جانوروں کی روئی اُون اور پشم اور پوستینیں کام میں آئیں اور ملکوں کے اختلاف اور موجدوں اور قطاعوں کے دماغوں نے باوجود مساوات آب و ہوا اختیار طرز و وضع میں اختلاف کیا۔ اور جس طرح جغرافیائی تقسیم سے ممالک میں اختلاف کو تسلیم کیا گیا ہے اسی طرح اختلاف اوضاع الہیہ پر اس کا اثر ہوا ہے پہلے تو براعظم لباس کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ پھر براعظموں کے اندر ممالک نے جس طرح السنہ اور اوضاع و اطوار اور خط و خال کے اثر میں اختلاف کیا۔ اسی طرح طرز ملبوسات میں اختلاف کے اتباع کی۔ مثلاً منطقہ حارہ میں جو ممالک ہیں اور جن کی آب و ہوا ایک دوسرے کے ہمرنگ ہے ان کے لئے چاہیئے تھا کہ وہ ایک ہی وضع کا لباس اختیار کرتے۔ ایسا ہی منطقہ معتدلہ اور باردہ کے لوگ ہمرنگی آب و ہوا کے سبب سے یکساں لباس رکھتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ برعکس اس کے ہر ملک نے اپنے لئے جدا ہی لباس تجویز کر لیا۔

اسلام کی لباس پر فتح

یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ اسلام کے آنے سے پہلے لباسوں کی قطع وضع اگرچہ بہت کچھ پھیل چکی تھی لیکن ابھی نامکمل اور ناقص تھی۔ کیونکہ ابھی تک سوسائیٹی میں ستر عورات اور حفظ ابدان کی اغراض کو سمجھنے کے لئے کامل فہم پیدا نہ ہوا تھا اور نیز لباس کو طبعی تقاضوں اور جسم کی قدرتی بناوٹوں کے لحاظ سے طیار کرنے کا احساس ابھی نمودار نہ ہوا تھا اور چونکہ پہلے مذاہب اکمل نہ تھے۔ اس لئے انھوں نے لباس کے متعلق کوئی راہنمائی نہ کی تھی۔ اسلام نے دنیا میں آکر انسانی فطرت کی ضروریات کے تمام شعبوں پر حکمرانی کی اور ہر امر میں انکی رعایت سے احکام نافذ کئے۔ لباس پر بھی اسلام نے اپنا تصرف کیا اور اس کی قطع برید میں بھی دست اندازی کرکے طبعی لوازم کی رعایت سے راہنمائی کی۔

اختلاف لباس کے اصول

جن جن اصولوں کو مدنظر رکھ کر دنیا میں طرح طرح کے لباس اختیار کئے گئے۔ ان کا شمار مشکل ہے۔ بعضے قومی لباس کہلاتے ہیں اور بعضے ملکی اور بعضے خاندانی وغیرہ۔ لیکن ان سے آگے تجاوز کر کے جب صرف خوبصورتی اور فیشن کا سوال آجاتا ہے تو وہاں پھر دائرہ تنگ ہو جاتا ہے اور ایک عمومیت کی ہوا چلی ہوئی نظر آتی ہے

لباس بعض حالات انسانی کا انڈکس ہے۔

یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ لباس انسان کے بعض حالات کی کتاب کا ایک انڈکس ہوتا ہے اور اس کی نوعیت اجنبیوں میں جا کر بغیر زبان رانی کے خاص ہمدردی کو جذب کر لیتی ہے اور اس ہمدردی کا دائرہ بھی ایک الگ ہی بنا ہوا ہوتا ہے۔ مثلاً کسی ملک سے باہر جا کر جب ایک ملک کے دو آدمی جو آپس میں پہلے کوئی آشنائی اور واقفیت نہیں رکھتے۔ کسی ایک جگہ پر اپنے ملکی لباس میں اکٹھے ہونے کا اتفاق پاتے ہیں تو اس اجنبیت میں انہیں کسی سابقہ معرفت اور روشناسی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ لباس ہی ان دونوں کے لئے متعارف کا کام کر دیتا ہے اور ایک دوسرے کے حق میں ہمدردی کا محرک ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی عرب ہندوستان میں عربی لباس میں آئے ہوں اور وہ اپنے ملک میں ایک دوسرے کو نہ جانتے ہوں اور ہندوستان کے کسی شہر میں وہ ایک دوسرے سے مل پڑیں۔ تو اس جگہ ان کے لباس ہی ایک دوسرے کی توجہ کھینچ لینگے اور بغیر کسی سابقہ تعارف کے ایک کا دل دوسرے کو دیکھتے ہی اوس سے محبت اور ہمدردی کے لئے کھنچ آئے گا۔ ایسا ہی بعض پیشہ ور لوگ خاص قسموں کا لباس پہنتے ہیں مگر وہ اپنے پیشہ کے لباس میں کسی دوسرے ناآشنا پیشہ ور کے ہاں جائیں تو وہ لباس ہی اس کی مناسب تعظیم و تکریم کے لئے کافی ہو گا اور کسی سابقہ معرفت کی ضرورت نہ ہو گی۔

اہل فن حرب کے لباس کے متعلق کوششوں کی ضرورت

ماہران فن محاربہ کو بھی لباس کے متعلق بہت غور کرنے کی ضرورتیں پیش آتی رہی ہیں۔ کیونکہ فن محاربہ میں علم اجتماع طاقت افراد کثیرہ ایک بنیادی اصول ہے اور اس غرض کے حصول کے لئے عمل و فعل میں یکجہتی اور یگانگت کا ہونا جزو اہم سمجھا گیا ہے۔ اور محاربہ آموز کی کامیابی کا سارا زور جو ترتیب اور تعلیم افواج پر خرچ ہوتا ہے وہ صرف اسی ایک جزو کے پیدا کرنے کے لئے ہوتا ہے اور جہاں وحدت حرکات اور وحدت رفتار اور وحدت افعال کو ترتیب میں لازم کیا گیا ہے وہاں ساتھ ہی لباس میں وضع اور رنگ کی وحدت بھی بہت اہم قرار دیگئی ہے۔ لباس کی یہ ہمو ضعی اور ہمرنگی وحدت ظاہری کے علاوہ شناخت مراتب اور شناخت اطراف کا کام بھی دیتی ہے۔ اور اس کا اثر دیکھنے والوں پر رعب۔ خوف اور سیاست کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے اور صاحب فوج کی عظمت اور ہیبت کا سکہ جمانے میں سہولت پیدا کرتا ہے۔

لباس کی تاثیرات

یہ ایک سوچنے کے قابل بات ہے کہ لباس میں بہت بڑی تاثیرات ہوتی ہیں۔ ان تاثیرات کا علم حاصل کرنا ان تمام لوگوں کے لئے ضروری ہے۔ جو کارزار دنیا کے کسی شعبہ میں آگے کی طرف قدم بڑھانے کی خواہش رکھتے ہیں وحدت لباس سے وحدت ارادی اور وحدت طاقت

اور پھر ایک عظمت کا اثر اور رعب و ہیبت نمودار ہوتے ہیں اور ہم لباسی موجب کشش جذبات قلب اور اظہار ہمدردی و محبت ہوتی ہے۔

مذہبی پیشواؤں۔ عالموں۔ حکیموں۔ صوفیوں۔ راہبوں بادشاہوں۔ وزیروں۔ مقتدیوں۔ پیشہ وروں۔ تاجروں مزدوروں۔ گداگروں اور تمام دوسرے لوگوں کے لباس ان کے مدارج اور مراتب کا نقش دیکھنے والے کے دل پر جما دیتے ہیں اور پہننے والے کے اقتدار اور اس کی شان اور عزت یا ان کی کم عزتی اور ذلت حالت کی حیثیتوں کو تماشائیوں پر بادی النظر میں ایک اثر ڈال دیتے ہیں۔

مختلف قسم کے لباسوں کے مباحثہ کا نتیجہ

جہاں اختلاف خیالات بھی مخالف فریقوں میں ایک دوسرے کو اپنے ہمخیالی کے رنگ میں کھینچ لانے کے لئے مباحثے اور مجادلے کی تحریک کرتے ہیں وہاں اختلاف اوضاع لباس بھی اپنی اپنی فوقیت کا دعوے ثابت کرنے کے لئے ایک دوسرے سے معاندے اور مباحثے کرانے کا مضمون پیدا کرتے ہیں اور اس میدان مباحثہ میں جو امور بطور تنقیحات قائم ہو کر کسی کی فوقیت اور عظمت کی ڈگری دوسروں کے برخلاف صادر کرا سکتے ہیں۔ ان میں اس کے طبعی ضروریات کے لئے موزونیت اور متانت اور سنجیدگی وغیرہ میں ایسے طور سے برتری کے ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن میں یہ شرمگاہوں کے ڈھانپنے اور سرد گرم موسموں سے بدنوں کو بچانے اور فضولیوں سے مبرا ہونے کو دوسروں سے برتر ثابت کر سکے۔ ورنہ اس کی برتری ثابت نہ ہو سکے گی۔ اس معرکہ مباحثات میں جب تمام دنیا کے اوضاع البسہ کے پیچ کرائے گئے تو ان میں سے سب کو ہارتے ہراتے دو ہیرو باقی میدان میں رہ گئے ایک اسلامی لباس اور دوسرا یورپین لباس۔ پھر ان میں مباحثہ شروع ہوا۔ کفدار ٹوپی کا دستار سے اور چھوٹے کوٹ کا لمبے کوٹ سے اور پتلون کا پاجامہ سے۔ اور ایسا ہی عورتوں کے پاجاموں۔ کرتوں دوپٹوں کا گون۔ جاکٹ اور ٹوپی سے خوب جھگڑا ہوا۔ لیکن امور مذکورہ بالا میں غالب تنقیحات اسلامی لباس کے حق میں فیصلہ پا گئیں۔ ان کے مقدمے کی پوری نقل تو یہاں اس لئے نہیں دی جا سکتی کہ اس سے بہت طول ہو جائے گا۔ صرف یہ خلاصہ فیصلے کا لکھ دیا گیا ہے۔

من تشبہ بقوم فھو منھم کے متعلق کچھ ذکر

جن صاحبوں نے لوگوں کے دلوں اور خیالوں اور عقیدوں کو مفتوح اور مسخر کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ کر ہجرتیں کیں اور غیر اقوام میں جا کر بسے۔ ان کے سوانح اور تجارب ظاہر کرتے ہیں کہ ان کے اپنے مذہبی اور ملکی لباسوں نے ان کے مشنوں میں کامیاب کرنے میں ان کی بہت بڑی امداد کی اور بہت ساری مشکلات کے پہاڑوں کو راستے سے دور کر دیا اگرچہ ابتدا میں اجنبی لباس نے اجنبیت کے رنگ دکھائے۔ لیکن آخر کار ان کو یہ ثابت ہو گیا۔ کہ ان کے اپنے لباس درحقیقت ان کے لئے بہت ساری آسانیوں اور کار برآریوں کا موجب ہوئے۔ اگر وہ ان قوموں کا لباس اختیار کر لیتے۔ جنہیں جا کر انھوں نے اپنا کام شروع کیا تھا تو وہ ایسے کامیاب کبھی نہ ہوتے دراصل ایسے اہم کام کے لئے گھر سے نکل کر کسی دوسری قوم کے ملک میں جا کر رہنا اور ان کا لباس اختیار کر کے یہ اعلےٰ کام شروع کرنا نفاق کے ہم معنے ہونے کا متحمل ہوتا ہے۔ اسی لئے ہمارے سب سے بڑے اور معزز ہادی اور آقا نے جس پر ہماری جان قربان اور ہزاروں درود اور رحمتیں نازل ہوں۔ من تشبہ بقوم فھو منھم کا اصول ہمیں بتایا تھا اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ کسی قوم کے ظاہری طرز کو اختیار کر لینا اسبات پر ایک دلیل ہو جاتی ہے۔ کہ گویا وہ شخص ان ہی میں سے ایک ہے۔ خدا ہمارے ان بزرگوں پر رحمت کی بارشیں برسائے۔ جنہوں نے سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی باتوں کی قدر کر کے ان پر عمل کیا اور ان کے فوائد سے متمتع ہوئے۔

فاتح کا لباس مفتوح اختیار کرتے ہیں عازم فتح مفتوح کا لباس اختیار نہیں کرتے

کسی قوم کے دلوں یا زمینوں کے فتح کر لینے کا سب سے بڑا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ فاتح کا لباس اختیار کر لیں۔ ایسا ہی محبت بھی محب کو اپنے محبوب کے لباس کو اختیار کر لینے پر مجبور کرتی ہے۔ پھر جب ایک انسان کسی دوسرے ملک کے لوگوں کو اپنے خیالات میں رنگین کرنے اور ان پر اپنی قومیت اور مذہب کا اثر ڈالنے اور ان کے دلوں کو فتح کرنے کے لئے ان میں جاتا ہے۔ تو اس کو اپنے قومی شعار لباس و طرز کا تبدیل کرنا اور ان کے اوضاع لباس و اطوار کو اختیار کرنا کسی حال میں جائز نہیں ہو سکتا اگر وہ ان کے لباس اور وضع و طرز معاشرت کو اختیار کر لیتا ہے تو وہ تو خود ان کے خیالات اور ظاہری مذہب کا تبع اور مفتوح ہو جاتا ہے۔ پھر جب کہ وہ آپ ہی ان کا مفتوح ہو گیا ہو تو اس کی مساعی کا فاتحانہ اثر ان پر ہونا بہت مشکل ہو جائے گا۔ فتح کے لئے اجنبیت اور اپنے طرز و وضع پر استقامت بہت ضروری ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کا لباس اختیار کر لینے سے ان میں یہ خیال بیٹھ جاتا ہے کہ اس شخص میں استقامت نہیں اور وہ اپنی وضع لباس ہی کو کمزور سمجھتا ہے اور ہمارا لباس بہتر مانتا ہے۔ اس لئے ایسے آدمی کے خیالات بھی اس قسم کے نقصوں سے مملو ہوں گے

مبلغ جس قوم میں تبلیغ کے لئے جائے اس کا لباس اختیار نہ کرے

اگرچہ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ کسی دوسری قوم کا لباس اختیار کرنا شرعی حدود سے باہر نہیں کرتا۔ لیکن من تشبہ بقوم فھو منھم کے دائرے میں تو اس کو لے آتا ہے اور اس میں بھی شک نہیں۔ کہ عوام الناس میں سے اگر کوئی شخص ان کے لباس کو اختیار کرے۔ تو اتنا مضائقہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن ایسے صاحب عزم اصحاب جو ایک ایسی اعلےٰ مشن پر گھر سے نکلیں اور ان کے لئے حسنات الاشرار سیئات الابرار کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ اور ان کے کام میں ہرج پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے سامنے ہمارے بزرگ اہل قرون اولےٰ کی زندگیاں موجود ہیں انھوں نے دنیا کو اپنے لباسوں سے ایسا فتح کیا کہ ان کی زبانیں اور لباس اور خیالات اور جذبات سب فتح کر لئے اور اپنے ملبوسات کے رنگ میں ان کے ملبوسات کو رنگ لیا۔ جو مشکلات اس زمانہ میں اس کے برخلاف پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے سامنے بھی تھیں لیکن انھوں نے یہی راہ ان مشکلات پر فتحیاب ہونے کی دیکھی۔ سمجھی اور کامیاب ہوئے۔ اللھم ارحمھم

(ع م)

ایڈیٹر۔ ہم نامہ نگار کی رائے کے ساتھ اس امر میں متفق ہیں۔ کہ دوسرے ملک میں جا کر غیر قوم اور غیر مذہب

کے لوگوں کا لباس اختیار کر لینا بالخصوص ایک واعظ کے واسطے اس کی عظمت اور خصوصیت کے منافی ہو سکتا ہے۔ لیکن شریعت اسلام نے مسلمانوں کے واسطے جب کوئی خاص لباس مقرر نہیں کیا تو ہر ملک کی آب و ہوا یا دیگر مصالح کے لحاظ سے انسان اپنے لباس میں کچھ تغیر کرے تو کوئی گناہ کی بات نہیں۔ علاوہ ازیں مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت مسیح موعود سے پوچھا تھا کہ ہم کوٹ پتلون پہن لیا کریں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ شرعاً اس میں کوئی ممانعت نہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے ملک میں عموماً شرفاء کا یہ لباس نہیں اس واسطے مناسب نہیں کہ ہم انگشت نما بنیں۔ سو اگر انگشت نمائی سے بچنے کے واسطے پنجاب میں کوٹ پتلون کا ترک مناسب ہے۔ تو یورپ میں غالباً اس کا پہننا ضروری ہوگا۔ ہاں یہ بات صحیح ہے۔ کہ واعظین اور مبلغین اپنی اعلےٰ روحانی قوتوں کے سہارے پر وہ کام کر سکتے ہیں۔ جو عوام کے لئے ممکن نہیں۔ اڈیٹر

دیسی کلنڈر اُردو

سنہ ۱۹۱۳ء عیسوی سنہ ۱۳۳۱ھ ہجری۔ سمت ۱۹۷۰ بکرمی شمسی سمت ۱۹۷۰ بکرم قمری

یہ ایک ایسا عجیب مفید عام تحفہ چیز ہے کہ اس میں سنہ ۱۹۱۳ء و سنہ ۱۳۳۱ھ و سمت ۱۹۷۰ بکرمی شمسی و سمت ۱۹۷۰ بکرمی قمری یعنے شدی بدی۔ ان چاروں قسم سنین کے سب مہینوں کی کل تاریخیں مفصل مع ایام تعطیلات ہر قوم کے سلسلہ وار خوشخط اُردو ایسے عجیب طریق سے لکھی ہیں۔ کہ سامنے لٹکانے سے ان سب سالوں کے مہینوں کی ہر ایک تاریخ و تعطیل وغیرہ ہر وقت صاف صاف جُدا جُدا نظر آتی رہتی ہیں یہ ہر وقت کا آرام و فوائد بیان سے باہر ہے۔

دوم - اس میں ہر ایک ماہ قمری کا ایک ایسا عجیب مفید عام حساب درج ہے۔ کہ بغیر چاند دیکھنے کے ان کی پہلی اور سب تاریخیں صحیح معلوم ہو جاتی ہیں۔ جن کے صحیح حساب پر جمیع اہل ہنود و اہل اسلام کے کل مذہبی امور کا دار و مدار ہے۔

سوم - اس کے رکھنے یا دیکھنے یا سمجھنے میں کسی قسم کی تکلیف و سوچنے کی دقت بالکل نہیں ہے بلکہ ہر ایک بات میں نہایت آرام و سہولیت ہے۔ کیونکہ اس میں ایک رنگین تاگا پڑا ہوا ہے۔ اس کو کسی باریک کیل میں ڈال کر مکان کے مناسب موقعہ پر اپنے سامنے آویزاں کر لیں۔ تب مثل نقشہ کے ہر وقت سب کچھ صاف جدا جدا نظر آتا رہے گا اور جب کوئی معمولی اُردو پڑھا ہوا نظر ڈالے تو فوراً سب کچھ سمجھ سکتا ہے۔ علاوہ اس کے دیگر فوائد اس کے دیکھنے سے ظاہر ہوں گے۔ پس ان سب فائدوں پر غور کر کے اس کلنڈر کی موجودگی میں کسی دوسرے انگریزی کلنڈر یا اُردو جنتری سے کام لینا محض ہمیشہ کی فضول تکلیف اور تضیع اوقات اور کام کا ہرج اور حمایت قومی کے خلاف اور ہر طرح کا نقصان اور شرم کی بات ہے۔ چونکہ یہ کلنڈر ہر مذہب کے امیر و غریب سب کے لئے نہایت مفید و ضروری ہے، اس لئے بغرض رفاہ عام اس کی قیمت بھی نہایت کم رکھی گئی ہے۔ صرف ۲ پائی۔ محصول ۱/ نیز پانچ عدد کے خریدار کو محصول نصف اور بیس عدد کے خریدار کو محصول معاف ہے۔ لہذا ہر ایک دانا کو واجب ہے۔ کہ فوراً محصول و قیمت بھیجکر بہت سے عدد ہم سے طلب فرما دیں اور یاد رہے کہ ہم ہر سال یہ کلنڈر اگلے سے بہتر محنت سے طیار کرتے ہیں۔ چنانچہ آب کے سال کا گذشتہ سالوں سے بہت بہتر ہے۔ اس لئے ہر سال طلب کرنا چاہیئے اور ناظرین کا بھی فرض ہے کہ برائے ہمدردی ہر مذہب کے لوگوں کو اس مفید عام چیز کے فوائد سے بخوبی مطلع فرماتے رہیں ؎

راقم نیاز علیخان اینڈ سنز۔ تاجران کتب امرتسر

افتتاح الحق

دہلی کی انجمن معین الاسلام کے ناظم جناب مولوی ابوالمدسے [illegible] صاحب عباسی الہ آبادی سنہ [illegible] کے روز میں چھوٹے رسالوں کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ جس کا پہلا نمبر اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ اس رسالہ میں جبکہ حدوث مادہ پر آریہ و مسلم کے درمیان ایک دلچسپ مباحثہ ہے مسلم صاحب کے جواب مدلل اور محققانہ ہیں اور برخلاف آریہ کے طریق کے مہذبانہ ہیں۔ کیا خوب کہا ہے۔ کہ آریہ صاحبان فرماتے ہیں کہ نیستی سے ہستی نہیں ہوتی۔ بھلا صاحب نیستی سے نہیں ہوتی تو کیا ہستی سے ہستی ہوتی ہے۔ جو پہلے ہی ہستی ہے۔ پھر اس کو کہنا کہ اب ہستی ہو گئی ہے یہ تو فضول بات ہے۔ لکھائی چھپائی میں بہت صفائی کا لحاظ رکھا گیا ہے اور اُمید ہے کہ یہ رسالے ملک و قوم کے لئے انشاء اللہ تعالےٰ مفید ثابت ہوں گے۔ قیمت ایک نسخہ صرف ۱۰/ ایک روپے میں سولہ ۱۶ نسخے۔

ملنے کا پتہ:- دفتر معین الاسلام واقعہ مدرسہ حسین بخش دہلی

مراسلات

نامہ نگار فنڈ

خدا کے فضل سے احمدیہ جماعت کے لائق افراد بہت ہیں جو لکھ سکتے ہیں اور لکھنے کا جوش رکھتے ہیں اور لکھتے ہیں ہر ہفتے نامہ نگاروں کے مضامین اسقدر آجاتے ہیں کہ اگر ان سب کو درج اخبار کیا جائے۔ تو کلام امیر اور درس قرآن اور قادیان کی خبروں کے واسطے کبھی جگہ نہ رہے اور ایڈیٹوریل کالم تو اکثر نامہ نگاروں کے مضامین کی نذر ہی ہوتے ہیں مگر اس میں کبھی مشکلات ہیں اور ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ایڈیٹوریل کے چار صفحات تو اڈیٹر کے واسطے ہی محفوظ رہا کریں۔ اگرچہ کلام امیر کے لکھنے اور صاف کرنے اور درس قرآن و حدیث کے لکھنے اور صاف پر بھی ایڈیٹر کا بہت سا وقت خرچ ہوتا ہے تاہم علیحدہ ایڈیٹوریل کا ہونا بھی اکثر احباب ضروری قرار دیتے ہیں باقی مراسلات کے واسطے بمشکل دو صفحات نکلتے ہیں ان دو صفحات میں میں کس کس محب کو خوش کروں اور کس کس مہربان کو ناراض کروں اس کا حل تو مشکل نہیں ہم لوگ گالیاں سننے کے بقول ایک مکرم عادی ہو چکے ہیں اور جیسا کہ ہمارے نیک سیرت فاضل ایم اے مولوی محمد علی صاحب فرمایا کرتے ہیں جب دشمنوں سے ہم گالیاں سنکر برداشت کرتے ہیں تو دوستوں سے بطریق اولی برداشت چاہیئے گو میری سمجھ میں یہ نہیں آسکتا کہ دوست اور گالی کس طرح ایک جا جمع ہو سکتے ہیں لیکن اسمیں شک نہیں کہ برداشت چاہیئے اور ہم کرتے ہیں بہر حال اخبار کے کالم نامہ نگاروں کی وسعت کے لحاظ سے تنگ ہیں اور بہت تنگ ہیں بالخصوص جب کہ اکثر مضامین بھی اس قابل ہوتے ہیں کہ ضرور شائع کئے جاویں اور اگر وہ ایک دو ہفتہ بسبب عدم گنجایش چھپ نہ سکیں تو پھر ان کا وقت بھی گذر جاتا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نامہ نگاروں کے مضامین کے واسطے ایک نامہ نگار فنڈ کھولا جائے اور اسمیں سے خرچ کر کے ایسے مضامین کیواسطے زاید اوراق اخبار میں لگا دئے جایا کریں جو اصحاب اپنے جلسوں کی لمبی رپورٹیں چھپوانا چاہیں وہ اخراجات جلسہ میں ایک خرچ یہ بھی رکھ سکتے ہیں کہ جو کچھ بہت نہ ہوگا۔ تھوڑے سے خرچ میں بہت سی اشاعت ہو جائے گی اس فنڈ میں جو روپیہ آئیگا اس کی رسید اخبار میں دیجائیگی اور اس کا حساب بھی دکھایا جائیگا

وھم من بعد غلبھم سیغلبون

(دعا دعا دعا دعا)

اس وقت بالکل مطلع صاف ہو رہا ہے۔ جس طرح ترکوں نے اپنی مغلوبیت خودپسندوں میں آکر ایام کانفرنس صلح میں تسلیم کی تھی اُس کے بالمقابل اتحادیان بلقان کا دمن بعد غلبھم سیغلبون کا مصداق ہونا یورپین پریس میں دن بدن مانا جا رہا ہے۔ اب یورپین طاقتیں اس فکر میں ہیں کہ بہت جلد بیچ بچاؤ کر دیں۔ مانٹی نگرو کی تباہی قریبًا ہو چکی ہے۔ سقوطری کا قبضہ خواب وخیال ہونے لگا۔ یورپین دھمکیاں سرد ہو رہی ہیں میرے نزدیک ایک پیشگوئی تو پوری ہو رہی ہے۔ لیکن میں اُس دن کا منتظر ہوں جس دن علی الاعلان اتحادیوں کی مغلوبیت تسلیم کر لیجاوے ؛ اور پھر صداقت محمدیت اور عرفان احمدیت کیطرف کل یورپ کو بلایا جاوے اے خدا وہ دن جلد لا۔ اسلام کو غالب کر اور ہمکو اس کفرستان عیسائیت میں یہ کہنے کا موقعہ دے

مجھ کو قسم خدا کی جس نے مجھے بنایا
اب آسماں کے نیچے دین خدا یہی ہے

اے مولا وہ دن لا جب ہم کہیں کہ خدا کی بڑی نعمت جس کا نام الہام یا مکالمہ الٰہیہ ہے وہ اب بھی ممکن ہے اور اس کے وارث وہ ہیں جو **حقیقی مسلم** ہیں اور وہ ہم ہیں۔ اے مولا تو سچا اور تیرے وعدے سچے ابھی اکل کی بات ہے جب کل یورپ ٹرکی کو بیمار کہتا تھا اور تو نے اپنے خاص بندے کو اطلاع دی اور اُس نے تیرے بولائے ہُوے یہ الفاظ بولے۔

"خدا ہی عالم الغیب ہے۔ ٹرکی آج یورپ کی اصطلاح میں بیمار ہے وہ آلات حرب وتعلیم میں کل یورپین اقوام سے پیچھے ہے اُس کے اردگرد کل دشمن ہی دشمن ہیں اوسکا کوئی تعلق دیگر اسلامی ریاستوں سے نہیں بظاہر اس کی زلیست کی کوئی اُمید نہیں لیکن وہ عنقریب مظفر ومنصور ہوگی۔ اور یہ چند سالوں میں ہو کر رہیگا وغیرہ وغیرہ

یہ الفاظ چند سال ہوے بولے گئے۔ اور ابھی دو ماہ ہوے ٹرکی کا جنازہ پڑھ دیا گیا۔ لیکن قدرت کے کاروبار نمودار ہوگئے آج سب سے پہلے اٹلی کیطرف سے آواز آئی ہے کہ بحیرہ روم یعنی میڈیٹرنین کی حفاظت۔ اٹلی۔ سپین۔ اسٹریا اور ٹرکی کے حوالے ہونی چاہیئے۔ سبحان اللہ وہی ٹرکی جس سے تعلق رکھنا ننگ وعار ہے آج اُس کو اتحادوں میں شامل کیا جانے لگا ہے۔ اور وہ بھی اٹلی کیطرف سے اے احمدی قوم خوش ہو ایمان میں ترقی کر خدا کا نور دُنیا میں پھیلا۔ تیرا وقت قریب آلگا ہے جب تیری آواز دُنیا سنے ؛

کیا خدا کے کام ہیں مجھے کہاں سے خدا کہاں لایا صرف اس لئے کہ پیش از وقت جب کل دُنیا یورپ ٹرکی کو مغلوب سمجھے اُس وقت بماہ دسمبر یورپ میں پیشگوئی کا اعلان کروں اور پھر اگر خدا کو منظور ہو تو پھر آنے والا دن بھی دیکھ لیویں جب **میرے مرزا** کی پیشگوئی کامل طور پر پوری ہو جاوے۔

الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ برادران دعا کرو اور دعا کرو۔ اور اگر یہ مبارک دن اور روز عید دیکھو تو اس کے شکریہ میں قربانیاں کرو۔

انا اعطینٰک الکوثر۔ فصل لربک وانحر کے اشارہ پر غور کرو۔ خدا دُعا اور قربانی سے خوش ہوتا ہے۔ احمد کے نور کی مستحق نصف طور پر مسیحی قوم ہے اُس نور کو مسیحی قوم تک مسیحی ممالک میں پہنچا دو۔ مت بھولو جو میرا مرزا کہہ گیا ؎

چو مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

یہ پیشگوئی قسطنطنیہ۔ مصر۔ اٹلی۔ فرانس۔ سپین۔ نیویارک واشنگٹن (امریکہ) اسٹریا۔ جرمنی۔ روس میں شائع ہو چکی ہے۔ اور اور جگہ بھی شائع ہو رہی ہے۔ جسکا ترجمہ میں پچھلی ڈاک میں اشاعت بدر کے لئے بھیج چکا ہوں۔ خدا وہ دن لائے کہ یہ کامل طور پر پوری ہو۔ اور پھر ہم یورپ کو مخاطب کریں۔ اے خدا ایسا ہی کر ؛

خواجہ کمال الدین۔ ایڈیٹر مسلم انڈیا اسلامک ریویو
نیشنل بنک آف انڈیا۔ بشپ گیٹ لنڈن

خط وکتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ
ضرور دیا کریں۔
ورنہ عدم تعمیل معاف

حدیث کے بارہ میں ایک اہل قرآن کا ظہیر سے مناظرہ

منشی ظہیر الدین صاحب نے چکڑالویوں کے حالات کو خوب اسٹڈی کیا ہوا ہے اور اُن کے شر کے دفعیہ کا انہیں خاص ملکہ ہے۔ اُمید ہے کہ ذیل کا مضمون ناظرین بہت دلچسپی سے پڑھینگے۔ لفظ حدیث پر منشی صاحب کی بحث قابل تعریف ہے۔ مقلدین اہل فقہ کہلائے وہابیوں نے فقہ کو ناپسند کیا اپنا نام اہل حدیث رکھا اب مولوی چکڑالوی حدیث کے منکر ہوکر اہل قرآن بنے۔ اہل کے واسطے ابھی ایک مقام اور باقی ہے۔ دیکھئے وہ کس کے حصہ میں آتا ہے۔ سچ پوچھو تو یہ سب لفظی جھگڑے ہیں۔ ورنہ مومن متقی اہل فقہ اہل حدیث۔ اہل قرآن اہل اللہ سب کچھ ہوتا ہے ؛ ایڈیٹر

اہل قرآن کا سوال۔ کیا آپ حدیث کو مانتے ہیں؟

ظہیر کا جواب۔ ہاں میں حدیث کو مانتا ہوں

سوال حدیث کو آپ کس لئے مانتے ہیں؟

جواب حدیث کو میں اس لئے مانتا ہوں کہ اس کے ماننے بغیر دُنیا میں گذارہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ابھی میں آپ کی حدیث کو نہ مانوں اور آپ کی بات یا حدیث کا سُننا سُنانا چھوڑ دوں تو آپ ناراض ہو جاوینگے دُنیا کا تمام کارخانہ ہی حدیثوں کے ماننے سے چل رہا ہے۔ ہاں کچھ حدیثیں صحیح اور مفید ہوتی ہیں اور کچھ غلط اور غیر مفید پھر کچھ حدیثوں کو لکھ لیا جاتا ہے اور کچھ حدیثیں سینہ بسینہ رہتی ہیں لکھنے میں نہیں آتیں۔ پھر کچھ حدیثیں تو خدا کی ہیں کچھ رسولوں کی کچھ محمد رسول اللہ کی کچھ صحابہؓ کی کچھ بزرگان دین کی کچھ علماء فضلاء کی اور کچھ ہماری تمہاری۔ آپ کا اختیار ہے کہ بعض حدیثیں کو آپ مان لیں اور بعض کا انکار کر دیں۔ میں تو حدیث کو مانتا ہوں اور اس لئے مانتا ہوں کہ اس کے مانے

کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اور اس لئے بھی مانتا ہوں کہ تمام روئے زمین پر مجھے ایک بھی ایسا شخص نظر نہیں آتا جو ہر ایک حدیث کا منکر ہو۔ حدیث کے معنی تو بات کے ہیں۔ کیا آپ کسی کی بات نہیں مانتے۔ میں تو ہر ایک حدیث کو ماننا ضروری خیال کرتا ہوں بشرطیکہ وہ میرے لئے مفید ہو۔ آپ یا کوئی اور مولوی کوئی مفید اور درست بات بیان کریں میں ابھی مان لیتا ہوں۔ ہاں اگر آپ نے میری عمدہ حدیث کا بھی انکار کیا تو آپ میرے ساتھ بات کرنا بند کر دیں اور اپنی حدیثوں کو کسی اور سے جا بیان کریں۔ میں تو کسی عمدہ حدیث کا انکار کر ہی نہیں سکتا۔

اہل قرآن۔ آپ نے تو کچھ اور ہی منطق بگھاری آپ کو صرف باتیں بنانی آتی ہیں۔ کیا میرے سوال کا یہی مطلب ہے جو آپ نے سمجھا ہے میں تو قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں حدیث کا منکر ہوں اور صحاح ستہ کی حدیثوں کو ہرگز نہیں مانتا ہوں پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص حدیث کا منکر ہو ہی نہیں سکتا۔ میں آپ کے سامنے زندہ منکر موجود ہوں۔ حدیث کی کتابیں تو حضرت محمد رسول اللہ کے زمانہ سے ڈیڑھ صدی بعد لکھی گئیں پھر اُن کو ہم کیسے مان لیں؟ مجھے آپ یہ بتلائیں کہ کم آپ بخاری مسلم وغیرہ حدیث کی کتابوں میں جو حدیثیں ہیں آپ اُن کو مانتے ہیں میں تو اُن کا منکر ہوں اور صرف قرآن کا ماننے والا ہوں۔

ظہیر۔ بخاری کی حدیثیں تو آپ اس لئے نہیں مانتے کہ وہ محمد رسول اللہ کے زمانہ سے بعد لکھی گئیں لیکن مولوی عبداللہ کی باتیں آپ کیوں مانتے ہیں وہ تو تیرہ صدیوں کے بعد لکھی گئی ہیں۔ جب آپ مولوی عبداللہ کی تحریروں کو بھی مانتے ہیں لغت کی کتابوں کو مانتے ہیں۔ گورنمنٹ کے بنائے ہوئے قوانین اور قانونی کتب کو مانتے ہیں تو پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ صرف قرآن کے ماننے والے ہیں۔ قرآن کو ماننے والے تو صحف الاولیٰ کو مانتے ہیں اور شرائع منزل من اللہ توریت۔ انجیل کو بھی مانتے ہیں۔ اور قرآن کے ماننے والے تو اولوالامر کی اطاعت کرتے اور ماں باپ کی اور اساتذہ کے احکام کو بھی مانتے ہیں مجھے سمجھ نہیں آیا کہ آپ کے اس فقرہ کا کیا مطلب ہے کہ آپ صرف قرآن کو ماننے والے ہیں۔ کیا جو شخص حضرت محمد صلعم کی ہر ایک بات کا منکر ہو اور کسی ایک حدیث کو بھی نہ مانتا ہو اُسے کہا جاتا ہے کہ وہ صرف قرآن کو ماننے والا ہے۔

حدیثوں کی کتابیں اگر ڈیڑھ سو برس بعد لکھی گئیں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ حدیثیں ہی ڈیڑھ صدی بعد بنیں۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء کی حدیثوں کا ظہور تو اُسی وقت ہو گیا تھا جب حضرت محمد رسول اللہ صلعم دُنیا میں موجود تھے۔ اور باتیں کرتے تھے۔ حدیثیں تو محمد رسول اللہ کے ساتھ تھیں اور محمد رسول اللہ کی باتوں کا دُوسرا نام حدیث ہے۔ اور حدیث عربی لفظ ہے جسکا ترجمہ بات ہے۔ قرآن بھی حدیث ہے مگر خدا کی حدیث ہے۔ حدیث کو ماننے والے تو آپ ثابت ہو گئے۔ پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ آپ حدیث کے منکر ہیں۔ ہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ محمد صلعم کی حدیث کے منکر ہیں۔ لیکن محکمہ پولیس کی حدیثوں کو مانتے ہیں۔ افسوس صد افسوس۔ یا الٰہی مسلمانوں پر رحم کر کیا تھے اور کیا ہو گئے

مولوی صاحب اگر آپ بخاری و مسلم کا انکار کرینگے تو قرآن مجید ان سے پہلے کا ہے اس کا بھی انکار کرنا پڑیگا۔ آج سے تیرہ سو برس پہلے کے متعلق آپ کیا کہہ سکتے ہیں؟۔ آخر تو تاریخی کتب کے ذریعہ ہی ثابت کرنا پڑیگا کہ موجودہ قرآن وہی ہے۔ جو محمد رسول اللہ کے زمانہ میں تھا۔ اور بخاری مسلم بنانے والوں نے اس میں کچھ کمی نہیں کر دی۔ جن ذرائع سے ہمیں قرآن پہنچا اگر وہی قابل اعتبار نہیں اور صحابہ کی حدیثیں اور بخاری کی جمع کی ہوئیں اور لکھی ہوئیں۔ حضرت نبی کریم کی حدیثیں از سر تا پائے افترا ہیں تو ایسے لوگ ہی قرآن کو پہنچانے والے ہیں۔ اعتبار کیا رہا؟

حدیثوں کو چھوڑنے سے قرآن کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔ آپ غور کر لیں۔ یا کچھ دنوں صبر کریں جب آپ کا تازہ جوش ٹھنڈا پڑیگا۔ آپ کو پتہ لگ جائیگا۔ حدیثیں تو اُسی وقت تھیں۔ جب رسول کریم تھے۔ خود قرآن میں بار بار اذ تقول لکھا ہے۔ اور وہی تقول ہے جسکو حدیث کہا جاتا ہے۔ چونکہ بعض لوگ غلط حدیثیں بھی بنا لیتے تھے اور بعد میں جمع کرنے والے اور لکھنے والے پوری پوری چھان بین نہیں کر سکے اس لئے بعض حدیثوں کا انکار کرنا پڑتا ہے کیونکہ وہ قرآن کریم کے خلاف ہیں۔ اور محمد رسول اللہ اپنی وحی الٰہی کا خلاف نہیں کرتے تھے ہاں اجتہادی غلطی اور بات ہے

اہل قرآن۔ ہمیں تو آپ باتوں میں لے دے جاتے ہیں۔ کسی عالم سے آپ کا مباحثہ کرا لینگے ۔

ظہیر۔ کوئی عالم آپ کا ہمخیال ہو نہیں سکتا۔ اور نہ میں مباحثہ کر سکتا ہوں۔ معاف رکھیں

چکڑالوی آپ ہمارے ساتھ مولوی عبداللہ کے پاس چلیں اور ان سے اس بارہ میں گفتگو کر لیں ہم حق کو ماننے کے لئے ہر وقت طیار ہیں۔

احمدی میں ہر روز تنہائی میں دو دو تین دفعہ مولوی عبداللہ صاحب کے پاس جاتا رہا ہوں۔ اور یقین رکھتا ہوں کہ مولوی صاحب خود حق کو ماننے والے نہیں ہیں اور اپنے علم کے گھمنڈ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور اپنی غلطی کا اقرار کرنا مرنے سے بدتر خیال کرتے ہیں پھر آپ جو ان کے متبع بنتے ہیں کس طرح حق پرست ہو سکتے ہیں۔

چکڑالوی آپ غلط کہتے ہیں مولوی صاحب تو ایک بے نفس انسان ہیں جس طرح کی سادگی کی زندگی وہ بسر کرتے ہیں آج تک ہم نے کسی کو نہیں دیکھا۔ کسی سے ایک پیسہ تک لینے کے روادار نہیں۔ یہاں چینیاں والی مسجد میں وہ خود ہمیں بخاری کا درس دیتے رہے صدہا لوگ جمع ہوتے تھے۔ پھر انھوں نے کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ کے پاس اور صحابہؓ کے پاس صرف یہی قرآن مجید تھا بخاری وغیرہ نہ تھیں اور نہ ہی کتب احادیث کا ماننا ضروری ہے۔ کتب احادیث تو سب کی سب مسترد اور مردود ہیں۔ پھر جب اُنھوں نے واضح طور پر ہمیں سمجھا دیا کہ قرآن کریم ایک کامل اور مفصل کتاب ہے اور دین کے تمام مسائل احکام وغیرہ اس میں بالتفصیل درج ہیں اور قرآن ایک کافی شافی کتاب ہے حدیث کی کتابوں کی کچھ ضرورت نہیں۔ تو پھر ہم نے اہل حدیث کا مذہب چھوڑ دیا اور اہل قرآن بن گئے۔ آپ اس عقیدہ کی تردید کر دیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ مولوی صاحب کے پاس چلیں

احمدی۔ آپ مولوی عبداللہ صاحب سے پوچھ لیویں

کہ وہ میرے ساتھ گفتگو کرنے کو طیار ہیں یا نہیں میں آپ کو بتلا دوں کہ وہ ہرگز میرے ساتھ مباحثہ کے رنگ میں گفتگو نہیں کرینگے۔ کئی دفعہ میرے دوست میرے ساتھ مل کر مولویصاحب کے پاس گئے اور انھوں نے اپنے کانوں سے سُنا کہ مولوی صاحب تنگ آمد بجنگ آمد پر عمل کرتے ہیں۔ ایک دفعہ مولویصاحب نے میرے والد صاحب اور دیگر رشتہ داروں اور عزیز دوستوں کے روبرو مجھے گالیاں دیں۔ میں تو بفضل خدا اس امر سے بھی واقف ہوں کہ مولوی صاحب کا گذارہ کیسے چلتا ہے۔ آپ اُن کی ذاتیات کا ذکر نہ کریں۔ کل یعمل علیٰ شاکلتہ جن دنوں مولوی صاحب پر لواطت کا اتہام لگا تھا میں نے اِن سے پوچھا کہ توریت میں صاف طور پر لکھا ہے کہ چوری نہ کرو آپ قرآن کریم کی آیت بتلا دیں جس میں خصوصیت سے مردوں کو کہا گیا ہو کہ چوری نہ کرو۔ لیکن مولویصاحب جواب نہ دے سکے۔ اور لوگوں نے شور ڈال دیا کہ مولوی صاحب کو قرآن سے یہ بھی نہیں ملتا کہ چوری نہ کرو پر مولوی صاحب کہنے لگے کہ قرآن میں صاف لکھا ہے کہ چوروں کے ہاتھ کاٹو۔ میں نے مولوی صاحب کی چوہری جس سے وہ مکھیاں اُڑاتے ہیں اُٹھالی اور کہا کہ لو میں چُراتا ہوں آپ ہاتھ کاٹیں۔ پھر شور مچگیا۔ مولوی صاحب کہنے لگے ہاتھوں کا کاٹنا حاکموں کا کام ہے میں نے کہا کہ ہمارے حاکم تو قرآن نہیں مانتے۔ اب کیا کریں اور قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ حاکم ہاتھ کاٹیں جیسے صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا حکم ہے ویسے چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔ اس پر مولویصاحب تنگ آگئے اور گالیاں دینے لگے۔ تب مجھے بھی کہنا پڑا کہ مولویصاحب آپ اپنے عقیدے کو چھوڑ دیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن مجید میں صاف طور پر کہیں نہیں لکھا کہ لواطت نہ کرو اس لئے مولوی عبداللہ صاحب ضرور لواطت کے مرتکب ہوئے ہونگے۔ اسپر پھر شور اُٹھ گیا اور میں چلا آیا۔ اس واقعہ کے بعد مولوی صاحب نے میرے ساتھ .. .. گفتگو کرنا بند کر دیا تھا۔ بھائی صاحب یہ آپ کی غلطی ہے جو آپ کہتے ہیں کہ صحابہؓ کے پاس صرف یہی قرآن مجید تھا۔ صحابہؓ کے پاس حضرت محمد رسول اللہؐ بھی تھے اور جو جو باتیں وہ کرتے تھے اُن کو بھی صحابہؓ سنتے اور مانتے تھے۔ محمدؐ رسول اللہ کی باتیں وحی الٰہی کے ماتحت ہوتی تھیں۔ وجہ یہ کہ بعض باتیں انھیں رویا میں بجھائی جاتی تھیں۔ خود نماز کا نقشہ رویا میں سمجھایا گیا۔ پھر معراج کی رات کو جو حالات رسول کریم نے دیکھے انھیں رسول کریم نے خود بیان کیا۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ مولوی لوگ اس آیت کے کچھ ہی معنی کریں۔ مگر میں اس کا تعلق واقعہ معراج سے سمجھتا ہوں۔ مولوی عبداللہ صاحب تو نطق سے مراد قرآن لیتا ہے اور اسی کو وحی قرار دیتا ہے اور اہل قرآن بنتا ہے۔ نطق سے نہ ہی تو خدا کا کلام مراد ہے۔ اور نہ ہی نطق سے رسول کریم کی وہ باتیں مراد ہیں جو بچپن سے وہ کرتے رہے اور نہ ہی اجتہادی غلطیوں کو نطق قرار دیتا ہوں بلکہ میں کہتا ہوں کہ معراج کی رات میں رسول کریم نے جو کچھ دیکھا اور اُن حالات کو اپنے لفظوں میں بیان کیا۔ خدا کہتا ہے کہ یہ وحی الٰہی ہے۔ غرض رسول کریم کی بہت سی باتیں وحی الٰہی کے ماتحت ہوتی تھیں۔ مگر ظاہری الفاظ نہیں ہوتے تھے۔ یہ ایک باریک مسئلہ ہے میں نے رد چکڑالوی میں لکھا تھا کہ تمام قرآن کریم میں ایک بھی ایسی آیت نہیں جس کا یہ مطلب ہو کہ سوائے قرآن کریم کے محمدؐ رسول اللہ کی طرف اور کوئی وحی نہیں ہوئی۔ مگر مولوی عبداللہ صاحب سے اس کا جواب نہیں ہو سکا۔

چکڑالوی۔ اس رسالہ میں تو آپ نے بہت سی گالیاں دی ہیں رسالہ اشاعت القرآن میں اس کا جواب دینے کا بھی ارادہ تھا۔ مگر ہمارا رسالہ بند ہوگیا

ظہیر انٹرنس کلاس میں جب میں پڑھتا تھا اسوقت میں نے وہ رسالہ لکھا تھا معلومات بھی وسیع نہ تھے اور بچپن کا جوش بھی تھا اس لئے بہت جگہ تمسخرانہ لہجہ اختیار کیا گیا۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاؤں کہ میں اپنے اس رسالہ کے درشت الفاظ کو کچھ بھی نہیں سمجھتا آپ رسالہ اوہام قادیانی دیکھیں کہ کس قدر گالیاں ہمیں دی گئیں۔ میں نے تو رسالہ کے شروع میں ہی لکھدیا تھا کہ مولوی صاحب نے ہمیں بہت گالیاں دی ہیں اور تفسیر القرآن کی عبارت بھی نقل کی تھی اگر آپ انصاف سے کام لینگے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مولوی عبداللہ کی گالیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں لکھا گیا۔ آپ ذرا اوہام قادیانی کو پڑھیں

چکڑالوی۔ اس رسالہ کے بعد بھی کیا آپ نے کوئی رسالہ لکھا ہے۔

ظہیر ہاں رسالہ "وید کے ظہور میں فتور" لکھا ہے رسالہ "نبی اللہ کا ظہور" میں نے مولوی عبداللہ صاحب کے اس ترجمہ کو غلط ثابت کیا ہے جو اُنھوں نے آیت انہ لفی زبر الاولین کا کیا ہے۔ اگرچہ رسالہ رد چکڑالوی میں بھی بڑے بڑے نکات ہیں۔ مگر بہ لحاظ لٹریچر کے میں ان ہر دو رسالوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہوں۔ میں اس بات سے نفرت رکھتا ہوں کہ کلنے کو بھی صاف طور پر کانا کہا جاوے۔ رد چکڑالوی کی تصنیف کا زمانہ بہت بچپن اور ناتجربہ کاری کا تھا پھر بھی مولوی عبداللہ کے مقابلہ میں بہت نرمی سے کام لیا گیا تھا۔

چکڑالوی۔ میں نے سُنا تھا کہ آپ نے رسالہ رد چکڑالوی میں بہت سی گالیاں دی ہیں اب پڑھونگا

سلام علیکم طبتہ

فرقت

اے فرقت ہمیں اسبات کا غم نہیں کہ خواجہ ہم سے چھوٹ گیا۔ میں اس اُمید سے پھولا نہیں سماتا ہوں جبکہ میں سوچتا ہوں کہ ہمکو ایک خواجہ کی بجائے نعم البدل سے لاکھوں خواجہ (مسلمان) بنکر ملینگے۔ آئین آج مغرب میں اگر سیل (مترجم قرآن کریم انگریزی) زندہ ہوتا تو وہ یقیناً اپنے ترجمہ کی غلطی کو تسلیم کرکے قرآن کریم کو ربانی قانون کا سارٹیفکٹ دیکر اس قانون کی پابندی کرتا کیونکہ کلام الٰہی کی عبارت اُن حروف و نقوش میں ہے جسکا نظم تالیف خدا تعالیٰ کیطرف سے وحی و تنزیل ہوا ہے۔ اس کے سامنے شکسپیر اپنے تمام ڈراموں کو یقیناً فائر بکس میں جھونک دیتا۔

دیدہ ور کے نظارے میں کبیر و کمال دونوں صادق ہیں ہم سبکو مسیح موعود علیہ السلام کے نورانی چشمہ سے سیری ہوئی ہے۔ جسکا مبدا و مالک کوثر ہے۔ گو بظاہر دور ہیں لیکن دوربین کی نگاہوں میں حرف مشار کیطرح متواصل ہیں۔ تاجگنج آگرہ کی مسجد کے محراب میں طغرئی قرأتی چلکر ملاحظہ کیجئے بنا دیوار سے لیکر اوپر تک جسقدر حروف کندہ ہیں

سب کے سب برابر نظر آتے ہیں۔ خواہ اُن کے دائرے آگرے میں ہوں یا دہلی یا قادیان میں ہوں۔ اسی طرح آج اس قصر نبوت میں اُس کامل ریاضی داں معرفت شعار نے (مسیح موعود علیہ السلام) قرآنی عجائبات کو نصب کیا ہے کہ جس سے بڑے بڑے مہندس فیلسوف اس خوشنویس (مسیح موعود علیہ السلام) کے ہاتھ چومنے کو تیار ہیں ؎

کیوں نہ خورشید فلک سے ہو دوبالا میری قدر
ذرۂ خاک در احمدِ مرزا ہوں میں
خیرہ چشموں پہ نہ روشن ہوا رتبہ تیرا
شب پرہ مدعی ہے مطلع انوار ہوں میں

اب کہاں ہیں ہمیں کافر بنانے والے وہ آئیں اور دیکھیں کہ مسیح موعود کا ایک غلام (خواجہ کمال الدین) انگلینڈ میں بیٹھا کفر پھیلا رہا ہے۔ یا کفر مٹاتے میں ... اپنی جان و مال صرف کر رہا ہے۔ کدھر ہیں اسلام کے نوحہ باز وہ آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ کام کرنیوالا کون ہے اور نام کرنے والا کون۔

اے خواجہ تیرے حق میں احمدی جماعت کا بچہ بچہ دعا کرتا ہے۔ میں نے تیرے لئے نہایت عاجزانہ طریق پر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں بڑی بڑی دعائیں کیں اور میں نے اپنی مناجات میں اللہ تعالیٰ کے حضور مسیح موعود کا وہ کشف بھی سر بسجود ہوکر پیش کر دیا کہ "میں نے درخت پر ہاتھ مارا تو سفید چڑیاں میرے ہاتھ میں آگئیں" خدا کرے کہ دوسرے پہلو میں اس کشف کا انداز تیرے ہاتھ سے یورپ کی سرزمین میں پورا ہو۔ اللہ تعالیٰ تجھے ابتلاؤں اور زمینی اور آسمانی بلاؤں اور خصوصاً انگلینڈ کے (دعوت مسیحی) فتنہ پرانداز کے جادوؤں سے محفوظ رکھے۔ اور خدا تجھے مخالفین اسلام پر بڑے زور آور حملوں سے نصرت و فتح دے آمین

اب وہ اسلامی خوبیاں جو یورپ میں اپنی زبان و قلم سے دکھلائی ہیں اُن کو ہماری اہلیہ کے نام بھی جاری فرماوے تاکہ وہ بھی اُس رسالہ کی خوبی سے فائدہ اُٹھاوے (کبیر الدین احمد احمدی اکبر آبادی بستی حضرت گنج لکھنؤ)

مسیحی ڈاکٹر اور اُس کا جدید اور ایک عجیب سوال

یوں تو جب سے اسلام دنیا میں آیا وقتی مذہبوں نے ناخنوں چوٹی تک زور مار کر اس کے مقابلہ جنگ کئے اور نت مات پر مات ہی کھائی ہے۔ مگر مسیحی دنیا بھی عجیب ہی ہے کہ اسکو نت نئے خیالوں میں پیتے ہی دیکھا جاتا ہے چنانچہ حال کا ذکر ہے کہ ہمارا ایک دوست جس کے نام بتانے کی ضرورت نہیں حضرت اقدس مرحوم مغفور کی ایک پیشگوئی پر خیال جماتے ہوئے یہ رائے لگاتا ہے کہ تم جو کہتے ہو کہ مرزا صاحب مثیل مسیح ہیں تو مسیح کے کاموں میں تو ایک یہ بھی اعجاز تھا کہ اُن کے آیات پیشگوئیاں وغیرہ کا حرف حرف پورا ہوا۔ مگر تمہارے مسیح نے جہاں اور پیشگوئیاں کہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ نہ صرف پیشگوئی ہی ہے بلکہ الہام اور پیشگوئی ہے وہ یہ کہ رومی (ترک) ضرور غالب ہو جاوینگے۔ مگر مشاہدہ نے تو دکھا دیا کہ رومی یا ترک وغیرہ مغلوب ہو رہے ہیں۔ طرابلس ہاتھ سے گیا اور نیز قسطنطنیہ کا نواح خیرباد ہو چکا ہے۔

جواب۔ ڈاکٹر جی! اے مسیحی مشنری صاحبان سُننے کیا آپ لوگوں کے پاس یہی سچائی ظاہر کرنیکا ایک آلہ رہگیا ہے۔ اور کیا یہ کوئی جدید دلیل اور انوکھا سوال ہے۔ جو پیش کر رہے ہو۔ نہیں۔ نہیں۔ نہیں بلکہ یہ تو وہی پُرانا مار ہے جس کا زہر تم اُگل رہے ہو آہ تم نے تو غضب ڈھایا کہ بائیبل سے بغاوت کر کے شریعت کو بالائے طاق رکھا۔ اور اُسے لعنت کے لقب سے خطاب دیا ہے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور اُن مقدسوں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اُن کے آل و صحابوں۔ ازواج مطہرات۔ اماموں۔ غوث۔ قطب۔ ابدال اور نبیوں مسیح موعود پر اتہام لگانا اور الزام جمانا تمہارے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ پس تم یوں انحراف کر کے آسمان سے خود ہی کٹ گئے ہو۔ آہ۔ تم دنیائے روحانی سے کٹ گئے۔ اور اطاعت سے نکلکر صرف زمینی خیالوں کے قیدی ہو کر نفسانی خواہشات کے بندے ہو کر مسیحی دنیا کے پیرو کا بنگئے ہو ارے آہ۔ واویلا ہے تم پر کہ تم مادی دنیا سے صرف مشینوں کی ایجادوں میں فانی دولت کے جمع کرنے میں ترقی کر گئے اور قرآن کریم کی آیات کو تمسخرانہ طور سے ٹال کر ایک مقدس وجود کو جھٹلانا چاہتے ہو۔

مسیحیو! واہ تم تہذیب یا سویلیزیشن کا دم بھر کر بوڑھوں بیواؤں۔ یتیموں۔ بچوں پر مظالم توڑنے روا کر رہے ہو اب تو حضرت مسیح کے قول پر ہنوز خود ہی مہر لگا دی ہے کہ لومڑیوں کے لئے ماندیں ہوا کے پرندوں کے لئے بسیرے پر ابن آدم کے لئے جگہ نہیں جہاں اپنا سر رکھے۔

اب اگر درخت کو اچھا کہیں تو پھلوں پر کیا لعنت برس گئی۔ یہ شریعت کی بغاوت کا سبب اور مقدس محمد ﷺ کے انکار کا ہی نتیجہ ہو چکا۔ اور حضرت مسیح کے معیار سے صاف ہُوا کہ دنیا مسیحی پیارے مسیح کی تعلیم سے ایماناً اور عملاً نری کوری ہے مگر ہم مسلمان خدا کے فرمان کے موافق فضل سے پورے اُترے ہیں

کیونکہ انجیلی مقامات سے آشکارہ ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے سچے تابعین سے یہ وعدہ نہیں کیا کہ مسیحی لوگ ایمان سے یہ یہ نشان دکھائینگے۔ کہ وہ اپنے دوستوں (مسلمانوں) کو بُری طرح سے ذبح کرینگے اور ان کے عیال و اطفال کو لوٹینگے اور ایمان کے شعبدے دکھانے کو بڑے دولتمند بنجائینگے۔ بڑے بڑے موجد نظر آئینگے۔ اور بڑے بڑے جنگی بیڑے طیار رکھا کرینگے عجیب و غریب رنگ رنگیلیاں فناہ کرنیکو توپوں سے وقت پر جادو نما ایجاد کر دکھائینگے۔ اور بڑے بڑے سوداگر ہونگے بڑی بڑی زبردست سلطنتیں قائم کر کے عورتوں۔ بچوں۔ بوڑھوں۔ کو موت کا شکار بنایا کرینگے اور خونی ندیاں چلا کر اُن کے ملک پر تسلط جما لینگے۔ اور خزانوں کو اکٹھا کیا کرینگے۔"

نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح نے تو اپنے تابعین کے مندرجہ ذیل نشانات مقرر کئے ہیں

(۱) یہ کہ وہ رحم والے ہونگے۔ (۲) یہ کہ وہ سب قوموں سے زیادہ خدا پرستوں مسلمانوں کے نزدیک ہونگے (۳) یہ کہ دیووں کو نکالینگے۔ (۴) یہ کہ نئی نئی زبانیں بغیر سیکھنے ہی کے معجزانہ طور پہ بولا کرینگے۔ (۵) یہ کہ سانپوں کو بغیر ضرر کے اُٹھایا کرینگے۔ پھر یہ کہ زہر کو پی لینگے اور ہلاک نہ ہونگے۔ (۶) اور یہ کہ بیماروں کو چنگا صرف اپنے ہاتھ رکھنے ہی سے کر دیا کرینگے۔

(۷) یہ کہ مردوں کو زندہ مُنہ کے دم سے کر دیا کرینگے (۸) یہ کہ پہاڑوں کو اشارہ سے چلایا کرینگے۔ اور دریاؤں میں پہاڑوں کو حکم سے گرا دیا کرینگے۔ (۹) یہ کہ انجیر یا کسی اور سبز درخت کو اپنی لعنت سے خشک کر دیا کرینگے۔ (۱۰) یہ کہ درختوں کو حکمی ارشاد سے چلایا کرینگے (۱۱) یہ کہ پانی پر چلینگے (۱۲) بلکہ ماسوائے جو بات مُنہ سے مانگیں خواہ وہ کیسی نا ممکن بھی کیوں نہو انعام میں ملیگی۔

یہ ہیں وہ امتیاز ڈاکٹر جی جو تم مسیحی لوگوں میں از روے کتب انجیل و بروے اسلام ہونا ایک لازمی امر ہیں یہ تو سب نہوا۔

اب بھی وہ پیشگوئی جسکو تم نے نشان امتیاز نبوت کی گردانا ہے۔ سو سنو۔ اول تو تم نے اس امر کو سوچا نہیں یا سمجھا نہوگا یا شاید دھوکہ دینے کی غرض سے تباہ کرنا چاہا ہے۔ کچھ بھی ہو مگر سُنئے یہ پیشگوئی قرآن کریم کی ایک آیت ہے۔ جس کا پہلا حصّہ یہ ہے۔ الٓمٓ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون (آیت ۱ تا ۳)

(ترجمہ) الٓم۔ روم قریب کی زمین میں مغلوب ہوگیا ہے مگر وہ اپنی مغلوبیت کے بعد چند سالوں میں ضرور غالب ہو جاوینگے۔ (کیونکہ تمام حکم اللہ کے پاس ہے) ڈاکٹر صاحب سنو یہ پیشگوئی ایک عجیب اور لطیف پیشگوئی ٹھہری ہے۔ اس کے ہم تین پہلو تمھارے اور تمھارے مسیحی مشنریوں کے لئے یہاں بیان کئے دیتے ہیں:

اول گذرے دنوں کی بات ہے کہ شاہ روم اور شاہ ایران میں جنگ و جدل چلا آتا تھا۔ ایک جنگ میں شاہ روم جو اہل کتاب یعنی مسیحی تھا مغلوب ہوگیا اور شاہ ایران جو بُت پرست اور آتش پرست تھا غالب آگیا۔ اس موقع پر مشرکین عرب نے بڑی خوشی منائی اور مسلمانوں کو طعن کرتے رہے۔ (جیسے ہنوز طعن تشنیع وغیرہ اب کیا جاتا اور ساری سر توڑ کوششوں سے فرنگی لوگوں نے دھوم مچا رکھی ہے) کہ تمھارے اہل کتاب بھائی جو ایک خدا کو ماننے والے تھے (اُن دنوں مسیحیوں کا یہ اعتقاد نہ تھا جواب رائج کر دکھایا ہی) مغلوب ہو گئے۔

سو ڈاکٹر صاحب تو دیکھا یہ ہے وہ پیشگوئی جس کا اصل مطلب اور حصّہ تم نے خود چھوڑ دیا ہے۔ پس ان آیات میں وہ پیشگوئی ہے کہ اگرچہ اہل روم اس وقت مغلوب ہو گئے ہیں مگر ۹ سال تک پھر ایرانیوں پر غالب ہو جاوینگے۔

پیشگوئی کا حقیقی بیان

ہجرت سے ۶ سال پیشتر خسرو شاہ ایران نے ہرقل شاہ روم کو شکست دیکر ایشیاء کوچک کے تمام علاقہ اور بیت المقدس کو فتح کر کے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا تھا اور اس شکست کے سات برس بعد ہجرت کے دوسرے سال شاہ روم نے بہت سی طیاریاں کر کے جنگ شروع کر دیا اور ایرانیوں کو شکست دی تمام ملک جو ایرانیوں کے ہاتھ میں آچکا تھا پھر دوبارہ روم نے چھڑا لیا تھا۔ اس کے ساتھ بادشاہ مذکور ملک ایران میں بڑھکر مداین تک جا پہنچا اور وہاں اپنی فتح کی یادگاری میں ایک عمارت بھی بنوائی جسکو رومیہ کہتے ہیں۔

دوسری پیشگوئی

پس اسی پیشگوئی کے ساتھ ہی یہ بھی ایک پیشگوئی تھی کہ اُس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی مدد سے خوش ہو جاوینگے۔ چنانچہ جب رومیوں کی فتح کی خبر آئی تو اُسی دن بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کو کفار قریش پر فتح نصیب ہوئی (بیضاوی نے روایت کیا ہے کہ چند سال کے لفظ پر کفار قریش نے بڑا تمسخر کیا اور ابوبکر صدیق علیہ السلام سے پوچھا کہ سالوں کی تعداد قائم کرو۔ اسپر ابوبکر صدیق رض اور ابی بن خلف میں بحث ہو کر ایک شرط ٹھہری۔ پہلے ابوبکر صدیق رض نے تین سال کی میعاد پر دس اونٹ کی شرط کر دی تھی۔ جب آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو آپ صلعم نے فرمایا میعاد زیادہ کرو۔ چنانچہ بعد میں ابوبکر صدیق رض اور ابی بن خلف کے درمیان یہ شرط قرار پائی کہ نو برس کے اندر اگر روم غالب آگیا تو میں تجھ سے سو اونٹ لونگا۔ ورنہ تجھکو سو اونٹ دیدونگا۔ جب یہ پیشگوئی پوری اپنے وقت میعاد پر ہو گئی تو ان دنوں میں ابی بن خلف مرچکا تھا ابوبکر صدیق رض نے اُس کے وارثوں سے سو اونٹ اُن کے دینے پر لئے۔ اور اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو یہ اونٹ مذکور لائے گئے تھے۔ حضور نے یہ سو اونٹ جو آ چکے تھے للّٰہ لوگوں کی نذر کر دیئے۔

ڈاکٹر صاحب آپ نے دیکھا کہ یہ دونوں پیشگوئیاں بھی کیسی عجیب اور عظیم الشان پیشگوئیاں ثابت ہوئی ہیں۔ کہ جو جناب سرور کائنات کے فرمان کے موافق حرفاً حرفاً پوری ہوئیں۔

درحالیکہ جب یہ پیشگوئیاں فرمائی گئی تھیں اُس وقت نہ ہرقل کی فتحیابی کا کوئی قرینہ نہ تھا اور نہ ہی حضرت کی فتح کا کوئی نشان دکھائی پڑتا تھا۔ ہاں پیغمبر خدا نے الہام پیشگوئی کے رنگ میں ضرور فرمایا تھا جس کے تمام تاریخ داں قائل ہیں۔ اور مورخین نے اس انقلاب عظیم الشان کا سر یہ بیان کیا ہے کہ خسرو پرویز کا سپہ سالار شہر براز نامی تھا جس نے رومیوں پر فتوحات حاصل کی تھیں۔ اُس کے ایک بھائی فرخان نامی پر خسرو پرویز کو شبہ ہوا کہ اُسکی خفیہ سازش ہرقل کے ساتھ ہے اسلئے اُس نے غصہ میں آکر مآل اندیشی کے خلاف شہر براز کو حکم دیا کہ اپنے بھائی فرخان کو قتل کر کے اُس کے پاس بھیجدے۔ اسپر وہ بادشاہ سے بگڑ گیا کہ اس قدر فتوحات کے بعد یہ انعام ملتا ہے۔

نتیجہ قرآنی کلام ابدی ہے

اس سے وہ ہرقل سے جا ملا اور خسرو پرویز کو شکست اُٹھانی پڑی۔

ڈاکٹر پیارے سنو! یہ قرآنی پیشگوئی بھی ایک ابدی ہی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ نور الدین۔ صلاح الدین مرحومان کے وقت میں بھی روم ایکدفعہ مغلوب ہو کر پھر غالب ہو گیا تھا۔ ایسے ہی انشاء اللہ ہم تم زندہ رہے تو دیکھ لینا کہ آئندہ ایسا ہی ہونیوالا ہے۔ مسٹر صبر کرو۔ دیر آئے اور درست آئے۔ صادقوں کی صداقت جو صدق سے پوری ہوا کرتی ہے اور تو یاد رکھ کہ خدا کی لاٹھی خاموشی سے ہی کام کرتی اور دھیرج سے ہی دنیائے عالم پر جلال پاتی ہے

(باقی آئندہ انشاء اللہ) والسلام

راجپال۔ رحیم بخش نو مسلم

درجواب ابیات علامہ شبلی نعمانی

مندرجہ اخبار زمیندار لاہور - مورخہ ۲۶ - فروری سنہ ۱۹۱۳ء زیر عنوان سبب اصلی تنزل اسلام

یہ نہایت اعلیٰ و نفیس و معنی خیز نظم ہے - ہمارے ایک معزز اور مکرم دوست نے بھیجی ہے جس میں مسیح موعود کیطرف فلسفیانہ پیرائے میں باستشہاد آیات دعوت دی ہے - امید کہ فارسی داں احباب اس سے حظ وافر حاصل کرینگے - (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بندہ را چند سوال است اگر حل گردد — سبب اصلی ادبار مدلل گردد
ملتمس آنکہ چرا فاضل نعمانی ما — فارق ترک و تساہل ز نزول گردد
زانکہ در کفر و گناہ نسبت حجر است و غرور — آدم ابلیس نگردد اگر احول گردد
ترک اسلام گر عنوان مہر سپال بود — سخت بیجاست کہ بر ترک مستجل گردد
باز اگر علت ادبار ہمیں ہو یعنی است — حکم اقبال یورپ بر چہ معلل گردد
بلکہ از رفعت موجودہ گمان میخیزد — غم دیں ہر کہ خورد مائل اسفل گردد
قطع ایں مرحلہ بے آبلہ پائی است محال — عقل ہر چند سماکی شدہ اغول گردد
کیرم علت مزعومہ برائے دم چند — اہل ہر عارضہ قوم مخیل گردد
در علاجش تو گفت چہ باید کرد — تا بصحت مرض دہر مبدل گردد
بہر تائید خود از واقعہ ہائے پیشیں — باید از قول حق اجمال مفصل گردد
سعی فکر بشری قابل این کار گراں — میتواں گشت دیا پایکشں شل گردد
صاف گوید کتب وحی کہ در ہیچ فساد — جامع تفرقہ صور دم مرسل گردد
ورنہ د ما ہیچ نفس قوت این جاذبیت — ہاں مگر نفخہ رحمٰن کہ متشکل گردد
آخر از طائر ہر چار فصرہن الیک — چار صد سالہ جبلت بچہ مبدل گردد
نفس قطعی است کہ در حالت عجز مطلق — دستگیری تو از غیب مسلسل گردد
بلکہ ہر موت کہ والبتہ بہ یحیی ست یقین — امر حق است و بحق نازل و منزل گردد
آیت قد نسیوا باز بخواں باز بخواں — تا ہمہ مردہ تو زندہ ممثل گردد
ہمچنیں باز سوالی است کہ ایں فتنہ عام — ہست دیرینہ و یا تازہ مأول گردد
فتح تھسلی حمیدیہ و عز جاپان — دو گواہ اند کزاں شبہ مزتل گردد
امن ایران و مراکو و حدود ترکاں — تا بہ ایں دور دگر برچہ محول گردد
اگر از آیت توقیت رسل بہر نظیر — دیدہ از سرمہ ما زاغ مکحل گردد
میتواں دید کہ در اصل ہمیں شور عظیم — خفض رفعی است کہ در بعثت مرسل گردد
احمد آمد بجہاں کرد ادا حق بلاغ — وائے بر آنکہ ز وسواس خود اخذل گردد
اہل قوم موقت بہ نزولی زنی است — خاصہ آنگاہ کہ قطع رگ اکحل گردد
آیت لو تقول گر بتامل خوانی — شرط تاخیر محال است کہ مہمل گردد
یعنی از سلطنت تازہ اگر سرکشی — ہر تو کی باب مراحم مقفل گردد
وانچہ از شرک نبوت شخنی میشنوی — داغ پاسی است کہ خال رخ ازل گردد
ورنہ از راہ تخلق بکمالات مطاع — امتی مثل نبی بر ہمہ افضل گردد
داد ذوالفضل نگردد بیداد — گوجہانی لبنادش متزلزل گردد
میتواں گفت ازیں جنس نبی لا تعجب — اگرم مستمع از شغل معطل گردد

والسلام

بندہ محمد ابراہیم احمدی از خیر پور میر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ مع التسلیم

خلافت راشدہ

اللہ اکبر بڑا بننا - اور بڑا بنانا بھی کوئی فطری امر ہے - یوں تو ہر ایک شخص کی فطرت میں کچھ نہ کچھ خودداری اور بڑائی کا مادہ ہوتا ہے - مگر جو لوگ دُنیا میں بڑے ہو گذرے ہیں اور وہ کئی اقسام ہیں ان میں سے بعض کی نسبت ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے براہ راست اپنے فضل سے ان کو بڑا بنایا - اور ہزار ہا نفوس کو اُن کی طرف جھکا دیا - اور وہ بڑے آدمی بن گئے - لیکن جہاں تک ہم نے اُن کی نسبت غور کیا ہے ان کے اندر بڑا بننے کی کوئی خواہش ہمیں نظر نہیں آتی - حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم مسلمانوں کے نزدیک بہت بڑے آدمی ہیں - ان کو بہت بڑا بنایا گیا اور جناب الٰہی نے فرمایا کہ تو فرعون کے پاس جا - لیکن کبھی تو وہ یہ عذر کرتے ہیں کہ میرا بھائی ہارون بہت عمدہ بولنے والا ہے اور کبھی یہ عذر کرتے ہیں کہ فرعون کے متعلق ہم سے ایک غلطی سرزد ہوئی ہے جس سے مجھے ڈر لگتا ہے کہ وہ مجھے قتل کر ڈالیگا - جائے غور ہے کہ خدا بنانے والا اور موسیٰ اُس کی قدرتوں پر ایمان لانیوالا مگر کیا عجیب نظارہ ہے کہ کہیں تو اپنی جان کا خوف بیان کرتے ہیں کہیں اپنے بھائی کو بڑھ کر بتلاتے ہیں گویا کسی طرح بھی اس عہدے کے واسطے خواہشمند نہیں ہیں کیا الفاظ فرماتے ہیں فارسل الی ھٰرون ولھم علی ذنب فاخاف ان یقتلون - حضرت داؤد علیہ السلام کا بھی ایسا ہی حال معلوم ہوتا ہے - اُن کے متعلق لکھا ہے کہ فاستغفر ربہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معافی مانگتے ہیں - اگلی آیت اس مطلب کو صاف کرتی ہے جہاں فرمایا ہے یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خلافت کا عہدہ اُن کے سر پر رکھا گیا جو اُنھیں اُٹھانا پڑا - تاریخ کے پڑھنے سے بھی ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ بعض وقت لوگوں نے کسی کو پکڑ کر جبراً بادشاہ بنایا اور جناب الٰہی نے بھی اُس کی مدد کی - موقعہ دیا زندگی دی - کارکن آدمی دئے وہ بڑا آدمی بن گیا - تاریخ ایسے لوگوں کے واقعات سے بھری پڑی ہے - لیکن ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں جنہوں نے بڑا بننے کی کوششیں بھی کیں - زور بھی لگایا - مال بھی خرچ کیا - جتھے بھی بنائے جو کام نہ کرنے کے تھے وہ بھی کر گذرے مگر بڑائی کا تاج اُن کے سر پر نہ رکھا گیا - پر نہ رکھا گیا - اور جب وقت آیا تب بازی کوئی اور ہی لے گیا ۞

ہمیں اس وقت دُنیا اور جہان کے بڑوں کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں - ہم تو اس وقت مذہبی پیشواؤں کا ذکر کرتے ہیں جن کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے بہت سی مخلوق

اکٹھی کر دی ہے - اور ان کو موقعہ - عمر - توفیق سب کچھ عطا فرمایا ہے - حیاتی بھی دی - آدمی بھی دیئے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کیا عجیب فرماتا ہے - کہ جب حضرت ابراہیم کو بڑا بنانا چاہا تو فرمایا انی جاعلک للناس اماما - پھر دیکھو خدا کے بنانے نے کیا کام کیا - کہتے ہیں نمرود حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں کوئی بڑا آدمی تھا - مگر اب تو تاریخ میں صحیح اُس کا نام و نشان بھی نہیں ملتا یہانتک کہ یورپ کے لوگوں کو تو شبہ گذرا ہے کہ نمرود کوئی تھا بھی یا کہ نہیں - اور قرآن شریف میں بھی نمرود کا کوئی ذکر نہیں بلکہ صحیح حدیثوں میں بھی نہیں - غرض کچھ ہی ہو - ابراہیم کے دشمن کا نام و نشان دُنیا میں نہ رہا - بالمقابل خود حضرت ابراہیمؑ کو یورپ - امریکہ - تمام یہودی - تمام نصرانی تمام مسلمان آجتک عظیم الشان کہتے ہیں - اور عزت و تعظیم کرتے ہیں - علیہ السلام و البرکات

غرض اپنی تدبیروں اور ڈھکوسلوں سے کوئی شخص مذہبی پیشوا نہیں بن سکتا - مجھے قرآن شریف کے مطالعہ سے یہ امر روز روشن کیطرح واضح ہو گیا ہے کہ ائمہ دین اور اُن کے نواب و خلفا کا کام سب کام جناب الٰہی کے سپرد ہیں - وہ خود ہی کسی کو امام اور خلیفہ بناتے ہیں اور آپ ہی اس کے متولی ہوتے ہیں - اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا و کانوا بآیاتنا یوقنون - پس امامت کا حقیقی سرچشمہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ کی ذات پاک ہے آدمؑ کی نسبت بھی ایسا ہی فرمایا ہے کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ - جسطرح امامت حقیقی حضرت پروردگار کیطرف سے ہی عطا ہوتی ہے - ایسا ہی ان اماموں کے خلفا اور نواب کا بھی حال ہے - خلافت کسی شخص کی تدبیر سے نہیں بن سکتی - قرآن شریف میں صاف لکھا ہے ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ امامت ہو یا خلافت ہو بدون تائید الٰہی کے کچھ نہیں ہو سکتا - آیت استخلاف سے قبل جناب الٰہی نے ایک بہت لمبا ذکر کیا ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ جن لوگوں کو ہم خلیفہ بنانے والے ہیں وہ ایک نور الٰہی اپنے اندر رکھتے ہیں - اور تاجر لوگ ہیں - جناب الٰہی کی بڑائی صبح و شام اُن کے گھروں میں ہوتی ہے - یہ بھی ذکر آیا ہے کہ اُن کی مخالفت ہوگی - مگر ایسی ہوگی جیسا کہ کوئی دور سے سراب کو پانی سمجھتا ہے - یا دریا میں موجود ہے - مگر ظلمتوں کے سبب اپنے ہاتھ کو بھی نہیں دیکھ سکتا - کیا معنی ان خلفاء کے دشمن یا دھوکے میں ہونگے یا جان بوجھ کر غلطی و ظلمت میں پھر خلفاء کے دشمنوں کی تباہی کا ذکر فرمایا ہے - بھلا کوئی بتائے کہ کیا موت اور حیاتی اور وحدت ارادی کوئی اختیاری امور ہیں - جہانتک قرآن شریف اور اس کے مطابق واقعات کو دیکھا جاتا ہے امامت اور خلافت کے لئے پہلا مرحلہ تو یہ ہے کہ اُس کا حسب نسب اعلیٰ درجہ کا ہو - ولی بننا قرب الٰہی کا حاصل کرنا اور فیضان الٰہی کا مظہر بننا کسی حسب و نسب پر موقوف نہیں - مگر امامت و خلافت کے واسطے اس مرحلے کو بھی طے کرنا ضروری ہے - جو بدوں ارادہ الٰہی کے ممکن نہیں - بخاری شریف کے ابتداء میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی سوال ہوا تھا کیف نسبہ فیکم (وہ کیسا شریف و معظم خاندان کا ہے؟) اور جواب دیا گیا تھا کہ ھو فینا ذوالنسب دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ وہ بسطۃ فی العلم رکھتا ہو - اس شرط کے متعلق قرآن شریف میں زادہ بسطۃ فی العلم والجسم فرما کر آگاہ کر دیا ہے کہ امامت دینی کے لئے حوصلہ اور بسطۃ فی العلم کی بڑی ضرورت ہے - ہر زمانہ کا امام اپنے مخالف سے وسعت کے ساتھ بحث کر سکے - نیز امام اور خلیفہ کے لئے ضروری ہے کہ اُس کے اخلاق وسیع ہوں جتنا بڑا ہو اُتنے ہی اُس کے اخلاق میں وسعت ہو - ہمارے مطاع و مقتدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جناب الٰہی فرماتے ہیں انک لعلیٰ خلق عظیم - ہاں موقع اور محل پر عمدہ و مناسبت کے لحاظ سے کوئی سختی کرے جو مصالح وقتی پر موقوف ہو تو اس سے وہ نہیں چوکتا - مگر اُس کی کلام اور حرکات مجنونانہ نہیں ہوتے - وہ مجنونانہ وار جامہ سے باہر نہیں نکلتا اور الٰہی نصرت ہر دم اُس کے ساتھ ہوتی ہے -

فستبصر و یبصرون بایکم المفتون اور فرمایا انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا اور فرمایا کان حقًا علینا نصر المومنین اور فرمایا للہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یفقھون

وہ محبت الٰہیہ میں روزانہ ترقی کرتا ہے - کسی وقتی اور آنی ناکامی سے گھبراتا نہیں بلکہ قدم آگے بڑھاتا ہے - نفس علم اور نفس تقریر سے اُسے بہت تنفر ہوتا ہے - اس لئے ان امور میں ترقی کرتا رہتا ہے - معارف قرآنیہ سے متمتع ہو کر عام مخالفوں کیلئے مقابلہ کیواسطے طیار رہتا ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الرحمٰن علم القرآن - خلق الانسان و علمہ البیان انسان سے مراد وہی کامل انسان ہے - وہ ابکم نہیں جو اپنے مولا پر وبھر ہو - ایک جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے علمہ شدید القویٰ ذو مرۃ فاستویٰ وھو بالافق الاعلیٰ - معلم عظیم کا سدھایا ہوا تعلیم میں کمال رکھتا ہے اور وہ اپنے زمانہ میں افق اعلیٰ پر ہوتا ہے - اس کا مقابلہ کرنا خوفناک ہے وہ اپنی ترقیات کے لئے دعائیں مانگتا ہے - حضرت موسیٰ فرماتے ہیں رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی وہ اپنے کسی علم کو کافی سمجھ کر نہیں ٹھہرتا - بلکہ ہر وقت قدم آگے بڑھاتا ہے - موسیٰ علیہ السلام نے تو اشرح لی صدری کہا ہی تھا مگر جس کی نسبت کہا گیا ہے کہ الم نشرح لک صدرک وہ بھی کسی مقام پر ٹھہرنا پسند نہ کرتا تھا - اسواسطے الہام ہوا قل رب زدنی علما اس کا عزم بڑا ہوتا ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاصبر کما صبر اولوا العزم - اُس کی بعض تدابیر کارگر نہیں ہوتیں اور بعض وقت اُس کے جاں نثار احباب کو صدمات پہنچتے ہیں - مگر یہ سب کچھ اُس کی ترقی کا موجب ہوتا ہے اور رنگ برنگ صدمات میں وہ وفادار ثابت ہوتا ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و ابراھیم الذی وفیٰ صدق و اخلاص اور اقبال علی اللہ میں اُس کے لئے کوئی روک نہیں ہوتی - ہاں یہ لوگ مصائب میں آتے ہیں - قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - حتیٰ اذا استیئس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا جاءھم نصرنا - وزلزلوا حتیٰ یقول الرسول والذین آمنوا معہ متیٰ نصر اللہ یہانتک نوبت پہنچ جاتی ہے - تب ان کو آواز آتی ہے کہ الا ان نصر اللہ قریب - کشوف صحیحہ الہامات صادقہ اور کائنات کے عظیم الشان تغیر سے اُس کو بعض وقت آگاہی ملتی ہے - سرور اور کشوکت اور نیکی میں ترقی پکڑنا یہ اُسکا تاج ہوتا ہے ہر ایک قسم کی بزدلی اور جبن سے اُسکی

طبیعت کراہیت کرتی ہے۔ اُس کی بہت دعائیں اس واسطے قبول ہوتی رہتی ہیں کہ وہ اپنے مولا کا شکر گذار ہو اور بعض دعائیں اسواسطے نہیں سنی جاتیں کہ وہ صبر کے منافع سے متمتع ہو۔ یہ بھی ضرور ہے کہ لوگ اسکی مخالفت کریں اور کرتے ہیں اور ناخنوں تک زور لگاتے ہیں تاکہ باوجود ان مخالفتوں کے اُس کی کامیابی اُسکی صداقت کا نشان ہو۔ ہم نے بہت سے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ بڑے بڑے دعاوی کرتے ہیں مگر کوئی ان کو پوچھتا بھی نہیں اور نہ کوئی ان کا معترض ہوتا ہے۔ لاہور میں ہمارے ایک پرانے آشنا ہیں ان سے وہاں ملاقات ہوئی تو اُنھوں نے کہا کہ مرزا صاحب کے معاملہ میں لوگ آپ کی مخالفت اسواسطے کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے پیر کا ادب نہیں کیا اور اُسے صرف مسیح کہا مسیح کیا ہوتا ہے ہم تو اپنے پیر کو خدا کہتے ہیں یہ کہکر اُس نے وہاں جو بیٹھے تھے ان کو بلند آواز سے پکار کر کہا کہ کیوں او لاہوریو ہم اپنے پیر کو خدا کہتے ہیں یا نہیں۔ اُنھوں نے کہا بیشک آپ اپنے پیر کو خدا کہتے ہیں۔ پھر مجھے کہنے لگا۔ دیکھو ہماری کوئی مخالفت نہیں کرتا۔ غرض ایسے لوگوں کی مخالفت کا جوش نہیں ہوتا۔ مگر صادق حق گو کی مخالفت میں جوش اُٹھتا ہے۔ پھر باوجود اس کے وہ ایک حد تک کامیاب ہو کر دنیا سے جاتا ہے۔ اور اُس کے پورے پورے مخالف کبھی تو یمدھم فی طغیانھم یعمھون کے مصداق ہوتے ہیں اور گاہے فمھل الکفرین امھلھم رویدا کے ماتحت کچھ مہلت حاصل کرتے ہیں اور انما نملی لھم کے نیچے زندہ رکھے جاتے ہیں مگر اکثر ہلاک یا ذلیل ہوتے یا تھک جاتے ہیں کم از کم وہ کوئی جماعت نہیں بنا سکتے جو اصل مدعا ہے اور وہ جو صادق ہے اسکو تاج قبولیت عطا کیا جاتا ہے وہ عملی نمونہ دکھاتا ہے اور تائیدات ارضیہ و سماویہ اُس کے ساتھ ہوتی ہیں اُس کی مجلس اور صحبت میں جو لوگ زیادہ رہتے ہیں یا بار بار اُس کے پاس آتے ہیں انھیں علوم دینیہ اور معارف قرآنیہ اور معرفت الٰہیہ حاصل ہوتی ہے۔ اور حقیقی محبوب کی لو اُن کے دلوں کو لگ جاتی ہے تو بہ کیطرف توجہ کا ایک بڑا حصہ ان لوگوں کو عطا کیا جاتا ہے اگر کوئی انکی خدمت کرتا ہے تو نعم البدل سے محروم نہیں رہتا جس امر کو وہ ضروری کر کے پیش کرتے ہیں زمانہ اُن کی اور اُن کے مسائل کی ضرورت کو پہلے محسوس کرتا ہے تب ہی تو کہنے والے نے کہا ہے۔ ؎

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بعض دعاؤں سے بھی ان کو روکا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت نوح کو فرمایا گیا کہ فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجٰھلین حضرت ابو خلفاء ابراہیم خلیل اللہ کو کس محبت سے فرمایا گیا ہے کہ یجادلنا فی قوم لوطٍ ان لوگوں کی آمد پر ایک غلغلہ ہوتا ہے اور جن مسائل کے لئے وہ کوشش کرتے ہیں ان مسائل کیطرف لوگوں کی توجہ ان کی قبولیت کے لئے پہلے ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ نادان کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ نادان شخص نے بیان کیا ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ اسی کی تصدیق کے لئے یہ کام پہلے سے ہوا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے کس قدر قبل شرک سے نفرت لوگوں کے دلوں میں آچکی تھی اور یہود کا بھی یہ حال ہو گیا تھا کہ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکفرین قوم کے اجزا متفرق ہوتے ہیں اور یہ شخص اُن متفرق اجزاء میں وحدانیت کی روح پھونکتا ہے۔ نادان یہ خیال کرتا ہے کہ یہ شخص تفرقہ پھیلاتا ہے۔ حالانکہ تفرقہ تو پہلے سے موجود ہوتا ہے اور بڑا سخت ہوتا ہے۔ اس کے سبب سے تو ایک اجتماع کی صورت پیدا ہو جاتی ہے ایسے لوگوں پر جب فیضان الٰہی کی بارش ہوتی ہے تو بہت سارے چھینٹے ان کے سوائے اور لوگوں پر بھی جا پڑتے ہیں اور ان کو بھی الہام ہو جاتا ہے جیسا کہ عبداللہ بن ابی جرح کو جو کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا تبارک اللہ احسن الخالقین کا الہام اس وحی کے نزول کے وقت ہو گیا اور بے اختیار اُس نے یہ کلمہ اپنے مُنہ سے نکال دیا۔ مگر یہ امر اُس کے واسطے موجب ابتلاء ہوا۔ کیونکہ جس پر یہ وحی نازل ہوئی تھی اُس کے بالمقابل ابن ابی جرح کی کیا ہستی تھی۔ اور اُس کو کیا کامیابی ہو سکتی تھی۔ حضرت عمر بھی ملہم اور محدث تھے اور اس انبساط کے وقت ان کو بھی حصہ ملا۔ مگر سعادتمندی اور عاقبت اندیشی نے انکو اصل مامور کا غلام ہی بنائے رکھا اور اُس مامور کے خلیفہ اول کے خادم صادق ہی بنے رہے۔

جسطرح تمام انجمنیں کسی مرکز کے سہارے پر چلتی ہیں اور جسطرح نظام الشمسی بھی کسی مرکز سے وابستہ ہے اور جسطرح اعضاء اور اعضاء سلطنتوں میں صدر کی حاجت ہے اور جسطرح خاندانوں کے بقا اور اعزاز کے لئے سربراہ کی ضرورت ہے اسی طرح روحانی سلطنتیں بھی ضرور ایک مرکز پر ہوتی ہیں کیا کوئی شک کر سکتا ہے کہ اسوقت مختلف مسلمانوں کے عقائد ایک نہیں اور ان کے اعمال میں کس قدر اختلاف ہے۔ معارف قرآنیہ کی تو بڑی شان ہے۔ اب تو لوگ معمولی طور پر جسقدر قرآن پڑھتے تھے اُسکو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں اور مدارس قرآنیہ کی رونق کم ہو رہی ہے عمل بالقرآن تو بڑی بات ہے اور اس سے بے پرواہ ہو کر ہیں۔ علماء تو سر کھتے اور اہل تو فان ان سروں کے سر تھے اور امراء دونوں کے مطیع اور دونوں کے مطاع تھے۔ باقی خلقت ان سب کی متبع ہے پھر کیا یہ خلقت آجکل ایسی نہیں کہ قرآن کو چھوڑ کر سب الگ اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں۔

آج کل ہم سے بعض آدمیوں کے متعلق سوال کیا جاتا ہے جو کچھ اپنے دعاوی لوگوں کے سامنے تحریراً یا تقریراً پیش کرتے ہیں اُن کے نام یہ ہیں عبدالحکیم پٹیالوی۔ میاں نبی بخش بٹالوی۔ میاں محمد بخش جو آجکل گورداسپور میں ہے۔ مولوی یار محمد مختار۔ میاں عبداللہ تیما پوری انھیں کے متعلق ہم نے یہ مضمون لکھا ہے اور اس میں صادقوں اور مقبولوں کے نشانات بتلا دئے گئے ہیں ہر ایک شخص اپنے طور پر خود غور کر لے اور ان لوگوں کو اس کسوٹی پر پرکھ لے جو ہم نے اُن کے سامنے پیش کر دی ہے۔ میں ایسے لوگوں سے بہت دلچسپی نہیں لیتا کیونکہ یہ لوگ مولوی ثناء اللہ کی طرح اپنی مخالفت کو اپنی خیالی ترقیات کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ مگر باہر کے آئے ہوئے بہت سے خطوط کی بابت ہمکو مفتی محمد صادق نے مجبور کیا ہے اسواسطے ہم نے انھیں کو یہ مضمون لکھا دیا ہے۔ تاکہ اپنے اخبار میں بطور معیار صداقت کے شائع کر دیں۔ پھر ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی اپنی جگہ اسپر غور کرے ✦

معجزہ ہائے مسیح موعود

پیسہ اخبار بدر مورخہ ۱۴-۱۱ مارچ ۱۹۱۳ء میں مسٹر اسلم صاحب امرتسری کا ایک مضمون پڑھا ہے جسمیں اُنھوں

نے اپنے خیالات اور قادیان کے چشم دید حالات کا نقشہ کھینچا ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے اخیر پر اس سلسلہ حقہ کے بانی علیہ الصلوۃ والسلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے دعوے مسیحائی کو ایک غلطی یا پالیسی کا خیال بحالت اضطراب ضعف اسلام بیان کیا ہے میرے خیال میں اسلم صاحب نے یہ فقرہ لکھنے میں دوراندیشی سے کام نہ لیکر سخت غلطی کھائی ہے گویا انھوں نے اصل سے بالکل انکار کیا ہے۔ اور ثمرات کو مانا ہے۔ یہ ایک ایسی غلطی ہے جیسے کوئی صحیح سالم روشن چاند کی روشنی دیکھ کر یہ کہے کہ یہ تو گرہن خوردہ ہوگا۔ یہ ایک مسلم بات ہے کہ جو درخت بذات خود تلخ (کڑوا) ہو اس کے ثمرات کسی صورت میں شیریں نہیں ہو سکتے۔ اسلم صاحب کے مضمون سے پایا جاتا ہے کہ اسلم صاحب ایک زیرک آدمی ہیں۔ معلوم نہیں انھوں نے بانی سلسلہ کے متعلق کیوں ایسی سخت غلطی کھائی ہے یہ تمام باتیں جو بانی سلسلہ کا فیضان روحی ہے اور انھوں نے بچشم خود ملاحظہ کی ہیں کیا یہ سب معجزہ ہائے مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نہیں۔ ہمیشہ کام کرنے والے کا اندازہ اس کے کام سے ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ مولٰنا مولوی جامی صاحب فرماتے ہیں ؎

چو دیدی کار او در کارگر آر
قیاس کارگر از کار بردار

اور حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمت اپنی گلستان میں فرماتے ہیں ؎

گرچہ تیر از کمان ہمیگذرد
از کماندار بیند اہل خرد

مولوی جامی صاحب اور شیخ سعدی صاحب کے قول میں صرف اتنا فرق ہے کہ جامی صاحب نے تمام لوگوں کو مخاطب کیا ہے اور شیخ سعدی علیہ الرحمۃ عقل کی شرط لگاتے ہیں۔ تو ہمارے اسلم صاحب بھی بفضل الٰہی عقلمند تو خوب معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ اصل حقیقت سے کیوں دور جا پڑے ہیں۔ خیر حقیقت سے دور رہنا بھی کچھ نئی بات نہیں۔ اب اہل یورپ کو دیکھو کہ باوجود اہل عقل ہونے کے پھر بھی اسلام سے دور پڑے ہوئے ہیں۔

مگر ان کی نسبت تو یہ سنا جاتا ہے کہ اسلام کی ان کے سامنے نہایت مہیب اور سفر شکل دکھلائی گئی ہے اللہ رحم کرے یہ ہر ایک امر جو اسلم صاحب بچشم خود قادیان میں دیکھ آئے ہیں اور جنکا اسلم صاحب نے اپنے مضمون میں مفصل طور پر اعتراف کیا ہے اور جو علیحدہ علیحدہ ہر ایک اعجاز مسیح موعود میں سے ہیں ایک سعید روح کے واسطے ہدایت اعلیٰ کا موجب ہو سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم پر اور ہمارے دوستوں پر اسی طرح یقین کا دروازہ کھولے۔ آمین

سردست ہم اسی قدر بھائی اسلم صاحب کی غور کے واسطے راہ نمائی کرتے ہیں اور اسلم صاحب کی ذہانت طبع پر امید قوی ہے کہ وہ غور کرکے اس سے فائدہ حاصل کرینگے ٭ اور بھائی اسلم صاحب سے ہم یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ بشرط توفیق ملنے کے ہم ان کے واسطے دعا بھی کرینگے۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو اسلم صاحب کے واسطے برکت کا باعث کرے ٭ اخیر پر ہم اتنا اور عرض کرتے ہیں کہ اسلم صاحب خوب یاد رکھیں کہ جس شخص کا اپنا دعویٰ ہی غلط ہو اور اس کے افعال و حرکات سب ریا آمیز ہوں اس کے پیرو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ غلط راہ اختیار کرنے والے کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچتے۔ خواہ کوئی کیسا ہی تیز چلنے والا کیوں نہو۔ فقط خاکسار بندہ احمدالدین مہتمم عمارت شیخ رحمت اللہ صاحب۔ لاہور

حضرت امیر المومنین

کی سوانح عمری کے طبع کا کام شروع ہو گیا ہے۔ میرے دوستوں کو انتظار کی غیر معمولی زحمت برداشت کرنی پڑی ہے جس کا مجھکو افسوس ہے۔ مگر اس میں میری خطا کم اور احباب کی کم التفاتی کو زیادہ دخل ہے۔ بہر حال خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار بلکہ بیشمار شکر ہے کہ میں جلد تر اپنے فرض سے سبکدوش سمجھا جاؤنگا انشاء اللہ تعالیٰ دوستوں کی اطلاع اور اطمینان کیلئے عرض کیا گیا والسلام راقم اکبر شاہ خاں نجیب آبادی ثم قادیانی ۱۹ مارچ ۱۹۱۳ء

تلاش گمشدہ

حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں کہ مسمی فضل کریم جو پہلے قادیان کے بعض دفاتر میں کلرک بھی رہ چکا ہے اور در اصل متوطن شادیوال ضلع گجرات کا ہے کچھ عرصہ سے معدوم ہے اگر کسی صاحب کو معلوم ہو تو خبر کریں۔ حلیہ یہ ہے گورا رنگ داڑھی چھوٹی چھریرا بدن۔ میانہ قد۔ انگریزی اردو خوشخط لکھ سکتا ہے فقیرانہ الفی پہنتا ہے ٭

چشمہ زندگی کے مطالعہ سے محروم رہنا سخت بدقسمتی ہے

کیونکہ ملک کی معزز شخصیتوں نے اسکو ازحد مفید بتلاکر اس کا مطالعہ آپ کے ضروری قرار دیا ہے +

چنانچہ جناب حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین

تحریر فرماتے ہیں "جناب کی تصنیف چشمہ زندگی کو جسوقت ڈاک میں آئی۔ دلچسپی سے پڑھا یہ کتاب مجھے اپنے مضمون میں پسند آئی ہے آپکی محنت بہت ہی قابل قدر ہے مجھے بڑی خوشی ہوگی اگر ملک اس کتاب کی قدر کرے نورالدین از قادیان +

جناب پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑہ سے رقمطراز ہیں رفاہ خلق کیلئے یہ ہدایات نہایت ضروری تھی جنکی اشاعت کی توفیق حکیم مطلق نے آپکو عطا فرماکر نعم الرفیق وحبذ الشفیق کہلانے کا استحقاق بخشا۔ حمد و سپاس اور ثنائے بیعدد اس وحدہٗ لاشریک کے شایاں ہے جس نے منفعت عامہ کیلئے اپنی مخلوق میں سے ایک شخص کو ناصح خلق قرار دیا خوش نصیب ہوگا وہ شخص جس نے حفظ ماتقدم اور تدارک مافات کا حصہ ان نایاب اور قابل قدر ہدایات سے لیا + نوٹ ذیل میں صرف نام نامی درج ہیں۔ کیونکہ انکے مبارک سفارشی اور تعریفی الفاظ کی گنجائش نہیں۔ حاذق الملک بہادر حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب دہلوی پیر کمال گیلانی صاحب توہاٹ خلیفہ اعظم حافظ ظفر علی صاحب اڈیٹر انوار الصوفیہ خان بہادر خان بابا اکسٹرا اسسٹنٹ (ریٹائرڈ) پشاور + نوٹ ۳۵۰ صفحہ کی مجلد کتاب باتصویر رنگین - ۱۸×۲۲/۸ سائز قیمت فی مجلد دو روپے چار آنے محصولڈاک ۳/

قبض انسانی صحت کی سخت دشمن ہے

یہ بخار - سردرد - زکام - دمہ کھانسی - تپ دق - یرقان بواسیر درد گردہ - بدہضمی وغیرہ وغیرہ لاتعداد امراض کا پیش خیمہ ہے پس رشیوں - اسلامی حکماء اور مغربی علماء سے مستند سچائی کا استعمال کرو جو اسکے پیدا شدہ جملہ عوارضات کے مستقل دفعیہ کیلئے

آکہ دوستی جنتر

تریاق ! تریاق !! تریاق !!!

ہے مفصل واقفیت کے لئے کتاب شودھن ودھی قیمتی ۲/ منگوا کر ایک ازحد مفید سچائی سے آگاہی پا کر دائمی صحت پاؤ۔

تجربات جناب سعد اکرم خان صاحب تحصیلدار جموں لکھتے ہیں ایک عدد آپسے منگوایا تھا ہمہ صفت موصوف پایا۔ ایک لہ اور ارسال کردیں + جناب رحمت اللہ صاحب سب ڈویژنل افسر مردان مجھے یقین ہے کہ جن اصولوں پر یہ آکہ بنی ہے وہ نہایت ہی مفید موثر اور کارگر ہیں + لالہ رلارام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گوجرانوالہ - واقعی بہت مفید چیز ہے۔ مجھے گذشتہ سیالوں میں اس سے بہت فائدہ ہوا ہے۔ مکمل سامان اعلیٰ قیمت پانچ روپے - محصولڈاک وغیرہ ۱۲/

پتہ :- مہنت سیتارام دت وید کوبراج آدیتہ اوشد ھالیہ - صدر بازار راولپنڈی

کشتہ جریان ۱۸/۲۶

غرباء کی درخواست منظور :- بجائے تین روپے کے ڈھائی روپے جریان - کثرت احتلام ان امراض میں یہ کشتہ ازحد مفید بلکہ اکسیر ثابت ہوتا ہے خداتعالیٰ کے فضل سے آئیندہ بھی مفید ثابت ہوگا +

جریان کی شناخت پیشاب کے پہلے یا بعد میں منی کا گرنا یہ بیماری چند روز میں آدمی کو مردوں کیطرح بلکہ زندہ درگور کردیتی ہے اور اس سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں مالیخولیا نسیان کمی خون دل کا دھڑکنا ضعف دماغ بینائی کا کم ہونا - ناامیدی بیخوابی خوف غمگینی نامردی وغیرہ امراض شدید حملہ آور رہتے ہیں جو اس بیماری میں مبتلا ہو وہ علاج کا کوشاں رہے ہرگز بخوف و بیفکر نہ رہو ورنہ امراض بالا میں مبتلا ہوکر ہلاکت تک نوبت پہنچیگی ہمنے اس کشتہ کو بڑی محنت سے طیار کیا ہے اور کئی پرانے جریان والے مریضوں پر آزمایا ہے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۴ روز کے استعمال سے شفا پاگئے بعد تجربہ اور دوائی کے اعلان کیا جاتا ہے تاکہ پبلک فائدہ اٹھاوے قیمت ۲۴ روز بمعہ سفوف دو روپے آٹھ آنہ (عہ) محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر لقمان حاجی عبدالرحمن کاغانی - قادیان ضلع گورداسپور

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ ۳۸/۵۲

اصلی ممیرہ اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کا بتایا ہوا ہے آپنے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھند جالا پڑوال پھولا اور سرخی اور ابتدائی موتیابند وغیرہ کیلئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ (عہ) قسم دوم عہ قسم سوم عہ اصلی ممیرا کی قیمت ۱۰ فی تولہ ہے فی الحال دو ماہ کیلئے اسکی رعایتی قیمت ہے فی تولہ کردی ہے بعض ضروریات نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کردیا ہے۔ ترکیب استعمال - ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک کرکے آنکھوں میں ڈالا جاوے یہ سرمہ جنکی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہیں ان کے لئے بہت مفید ہے +

سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت درج ذیل ہے مقوی جمیع اعضاء - نافع صرع - مشتہی طعام - قاطع بلغم ورباح دق - مفتح خیت وقاتل کرم شکم - مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل بول وسیلان منی - یبوست ودرد مفاصل وغیرہ کے لئے نہایت مفید ہے بقدر دانہ نخود دودھ کے ساتھ صبح کے وقت استعمال کریں۔ قسم اول کی قیمت ۱۲ فی تولہ - قسم دوم ۸ +

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری - بادامی سیاہ اور سفید ماشی اور سوتی - طُرّی صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت پر ملسکتی ہیں

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان (گورداسپور)

کھوئی ہوئی قوت

کی واپسی کے لئے ہمارے ایک معتبر بھائی ایک معتبر اور قیمتی دوائی کہ ساتھ رہ لگانے کی پیش کرتے ہیں

قیمت مبلغ ۵ +

ملنے کا پتہ - بدر ایجنسی قادیان - ضلع (گورداسپور)

بدر پریس قادیان